Spot CMYK#Waheed

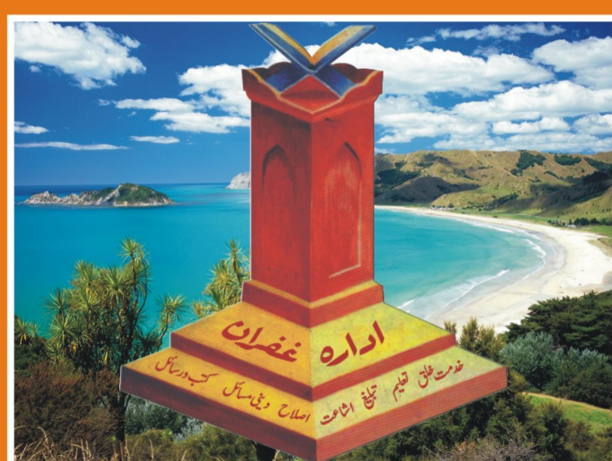

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.................. 25 روپے
سالانہ.................. 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....رات کی تقریبات میں تاخیر پر قانونی مؤاخذہ............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط۱۱۵)...... احرام کی خلاف ورزی پر کفارہ کا حکم............// // ۶

درسِ حدیث ....انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط۴).....// // ۱۱

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

جنت کے قرآنی مناظر (جنت اور اس کی بہاریں: قسط۲۰).........................مفتی محمد امجد حسین ۱۸

......اور جانا ہمارا شاہ پور ڈیم پر...محمد امجد حسین ۲۴

ماہِ ربیع الآخر: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات................مولانا طارق محمود ۲۸

علم کے مینار:...... امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (چھٹی وآخری قسط).........مولانا محمد ناصر ۳۰

تذکرۂ اولیاء:.................حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ (قسط۴)......مفتی محمد امجد حسین ۳۲

پیارے بچو!.......................مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ.............مولانا محمد ناصر ۳۶

بزمِ خواتین ....علم حاصل کرنے کی ضرورت (دوسری وآخری قسط).......ابوصہیب ۳۸

آپ کے دینی مسائل کا حل... غریب کو حاصل شدہ مالِ زکاۃ کا امیر کو استعمال کرنا...ادارہ ۴۸

کیا آپ جانتے ہیں؟... زکاۃ وصدقہ سے مال کا شر دُور اور مال محفوظ ہوجاتا ہے...مفتی محمد رضوان ۷۵

عبرت کدہ .... حضرت آدم علیہ السلام (قسط۲)..............مولانا طارق محمود ۸۲

طب وصحت......................انڈا (EGG).......................مفتی محمد رضوان ۸۶

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..............مولانا محمد امجد حسین ۹۱

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال ۹۳

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

رات کی تقریبات میں تاخیر پر قانونی مؤاخذہ

ہمارے یہاں تضیعِ اوقات ایک عام معمول بن گیا ہے، اور ہمارے معاشرہ میں تضیعِ اوقات کے ساتھ تضیعِ مال کے مظاہرے بھی کچھ کم نہیں، بلکہ اکثر وبیشتر ان دونوں نعمتوں کا ضیاع ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔

تضیعِ اوقات اور اس کے ساتھ تضیعِ مال کی ایک صورت رات کو دیر تک تقریبات میں مشغولی بلکہ بہت سے لوگوں کی طرف سے رات کے آخری حصہ تک گانے بجانے وغیرہ کے ساتھ رنگ رلیوں میں مصروفیت ہے، جس کے نتیجہ میں رات، نیند وآرام کا بڑا قیمتی حصہ برباد ہونے کے ساتھ ساتھ بجلی کا بھی بے جا ضیاع لازم آتا ہے، اور پھر نیند وآرام میں خلل کی وجہ سے صحت وتن درستی کا بگاڑ بھی مقدر بنتا ہے۔

اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس سنگین صورتِ حال میں مزید بگاڑ پیدا ہوتا چلا گیا ہے، چنانچہ کسی شادی بیاہ کی تقریب میں رات کے وقت میں شریک ہونا دعوت کے بجائے ایک عداوت معلوم ہونے لگا۔

ملک بھر میں بجلی کی بڑھتی ہوئی قلت کے پیشِ نظر پنجاب کی موجودہ شہباز شریف حکومت نے دیگر قوانین کے ساتھ ساتھ ایک قانون یہ بھی بنایا ہوا ہے کہ رات کو دس بجے کے بعد شادی ہالوں میں تقریبات کا سلسلہ جاری نہیں رکھا جاسکتا، گزشتہ کچھ عرصہ سے بعض شہروں میں اس قانون پر سختی کے ساتھ عمل بھی ہوتا رہا ہے، لیکن راولپنڈی شہر میں اس پر خاطر خواہ عمل نہیں تھا، اور قانون نافذ کرنے والے ادارے رشوت خوری وغیرہ کے مرتکب ہونے کی بناء پر اس قانون پر عمل داری میں کوتاہی کر رہے تھے، لیکن گزشتہ کچھ عرصہ سے راولپنڈی شہر میں اس قانون پر متعلقہ افسرانِ بالا کی طرف سے سختی کے ساتھ عمل درآمد ہوتا ہوا دیکھنے کو ملا، چنانچہ گزشتہ چند ولیموں وغیرہ کی تقریبات میں جاکر معلوم ہوا کہ آج کل اس قانون پر سختی کے ساتھ عمل ہو رہا ہے، اور خلاف ورزی پر مؤاخذہ کیا جا رہا ہے۔

چند دن پہلے ایک رفیق کے ساتھ کسی ولیمہ کی تقریب میں شادی ہال میں جانا ہوا، ان دنوں تازہ تازہ اس قانون پر سختی کے ساتھ عمل درآمد شروع ہوا تھا، اور بہت سے لوگوں کو اس قانونی سختی کا علم نہیں تھا، اور ہمیں کسی ذریعہ سے اس کا پتہ چل چکا تھا، اس لئے ہم لوگ نو بجے کے قریب کھانے والے مقام پر پہنچ گئے،

Idara Ghufran

وہاں پہنچ کر دیکھا کہ پورا ہال خالی ہے، سوائے دو تین افراد کے اور کوئی فرد موجود نہ تھا، ادھر شادی ہال کے منیجر کا اصرار تھا کہ کھانا شروع کرا دیا جائے، کیونکہ دس بجے ہال بند کر دیا جائے گا، مگر ابھی تک دولہا میاں کی شکل میں اصل داعی بھی نہ پہنچے تھے، بالآخر بحث ومباحثہ کے بعد چند افراد کی موجودگی میں ساڑھے نو بجے کے لگ بھگ کھانا لگا دیا گیا، اور کھانا شروع کر دیا گیا، چند افراد سے کھانا شروع ہوا، اور جوں جوں افراد آتے رہے، وہ کھانے میں شریک ہوتے رہے، یہاں تک کہ دولہا میاں بھی کھانے کے آخری مراحل میں بھاگتے دوڑتے ہوئے پہنچے، دس بجے تک کھانے سے فراغت حاصل کر لی گئی، دیر سے آنے والے حضرات میں سے بہت سے لوگوں کو شرمندگی اٹھانی پڑی، اور کچھ لوگ تاخیر کے باعث کھانے سے بالکل ہی محروم رہے، اور اس طرح کسی شادی کی تقریب میں دس بجے کھانے سے فراغت پا کر بڑی خوشی اور ہلکا پن محسوس ہوا، اس کے بعد متعدد تقریبات میں شرکت کا موقع حاصل ہوا، اور سب جگہ پر یہ دیکھ کر بڑی خوشی محسوس اور راحت حاصل ہوئی کہ ٹھیک دس بجے کھانے وغیرہ سے فراغت پا کر لائٹیں وغیرہ بند کر دی جاتی ہیں، اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں، اور خلاف ورزی پر بھاری جرمانے عائد ہوتے ہیں، اس طرح کے کئی واقعات شہر میں سننے میں آئے کہ دس بجے کے بعد منعقد ہونے والی تقریبات پر چھاپہ پڑا، اور پروگرام درمیان میں معطل کرنا پڑا، بلکہ ایک جگہ تو عجیب وغریب واقعہ ہوا کہ بارات کی تاخیر کے باعث شادی ہال کی تقریب منسوخ کر دی گئی، اور سب پروگرام درہم برہم ہو کر رہ گیا، اور بارات کو کھانے وغیرہ سے محروم رہ کر واپس جانا پڑا۔

اس طرح کی قانونی سختی ہونے پر اب سب لوگ آہستہ آہستہ ٹھیک اور وقت کے پابند ہونا شروع ہو گئے ہیں، باراتیں بھی جلدی آنا شروع ہو گئیں، اور لوگ بھی اپنے وقت پر پہنچنا شروع ہو گئے، اور کسی کے انتظار کی وجہ سے تقریب میں تاخیر کرنے کے عذاب سے لوگوں کو نجات حاصل ہو گئی، اور سب لوگوں نے سکھ کا سانس لیا، اور قانون پر سختی یا قانونی مؤاخذہ بجلی کے ضیاع سے حفاظت کے ساتھ ساتھ راحت کا بھی باعث معلوم ہوا، کسی نے سچ کہا ہے کہ ''لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے''

ہمارے لوگوں کا مزاج کچھ ایسا ہی ہو گیا ہے کہ جب تک اوپر سے ڈنڈا سخت نہ ہو، کوئی کام سیدھا نہیں ہوتا۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر کام اپنے وقت پر انجام دینے کی توفیق اور اوقات واموال کی تضییع کے جرم سے نجات عطا فرمائے۔ آمین۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

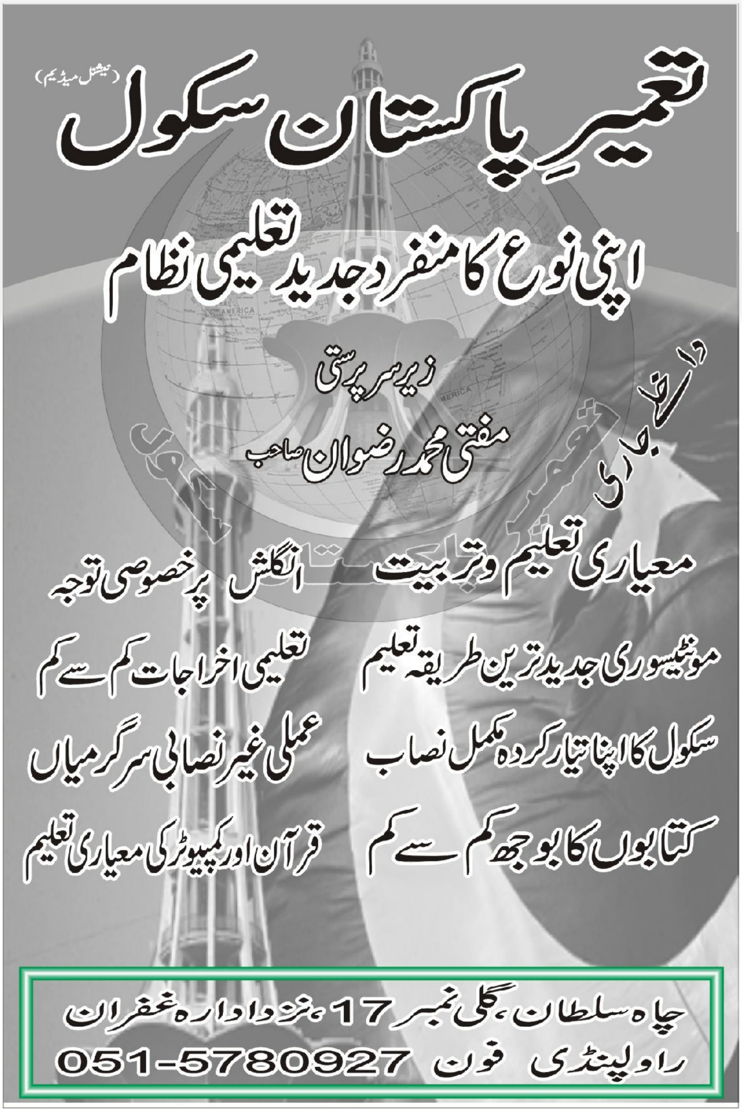

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(سورہ بقرہ قسط ۱۱۵، آیت ۱۹۶) مفتی محمد رضوان

احرام کی خلاف ورزی پر کفارہ کا حکم

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْ بِهٖ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۱۹۶)

ترجمہ: پھر جو کوئی ہو تم میں سے مریض، یا اسے ہو تکلیف اس کے سر میں، تو فدیہ ہے روزوں سے یا صدقہ سے یا ہدی سے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے احرام کی پابندی کی خلاف ورزی پر کفارہ کا حکم بیان فرمایا ہے، اور احرام کی حالت میں جہاں اور کئی قسم کی پابندیاں ہیں، وہاں بال کٹانے یا منڈانے کی بھی پابندی ہے۔

اب اگر کوئی مرض و بیماری یا سر میں تکلیف مثلاً جوؤں وغیرہ کے کاٹنے کی وجہ سے بال کٹائے، تو اس کو کفارہ دینا پڑے گا۔ احادیث میں اس کی تفصیل آئی ہے۔

چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَآذَاهُ الْقَمْلُ فِيْ رَأْسِهٖ، فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّحْلِقَ رَأْسَهُ، وَقَالَ: صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ، مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ لِكُلِّ إِنْسَانٍ، أَوْ اُنْسُكْ بِشَاةٍ، أَيَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَكَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۱۰۶، باسناد صحیح)

ترجمہ: وہ (احرام کی حالت میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، تو انہیں سر میں جوؤں نے تکلیف پہنچائی، تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ وہ اپنا سر منڈا لیں، اور فرمایا کہ وہ تین دن روزے رکھ لیں، یا چھ مسکینوں وغریبوں کو کھانا فراہم کردیں، ہر ایک انسان کو دو دو مُد (یعنی آدھا صاع) دیں یا ایک بکری کی قربانی کردیں، ان میں سے جو بھی آپ کرلیں گے، تو آپ کے لئے کافی ہوجائے گا (مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

یہ بات یادرکھنی چاہئے کہ احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں جو سزا شریعت کی طرف سے مقرر کی گئی ہے، اس کو کفارہ کہا جاتا ہے۔

جس کی کئی قسمیں ہیں، یعنی یہ کفارہ مختلف شکلوں اور صورتوں کا ہے۔

کفارہ کی ایک صورت کو فدیہ کہا جاتا ہے، جس میں تین کاموں کے درمیان اختیار ہوتا ہے، یعنی یا تو جانور کو ذبح کرنے کی شکل میں دَم دینا یا تین روزے رکھنا، یا چھ مساکین کو صدقہ دینا، اس صورت کو فدیۂ اختیاری بھی کہا جاتا ہے۔

اور کفارہ کی دوسری صورت ہدی کی شکل میں مقرر کی گئی ہے، جس کو دَم بھی کہا جاتا ہے، اور دَم اکثر وبیشتر مقامات پر قربانی کے چھوٹے جانور کو ذبح کرنے کی شکل میں مقرر ہے۔

البتہ بعض مخصوص صورتوں میں قربانی کے بڑے جانور کو ذبح کرنے کی شکل میں بھی مقرر ہے، جس کو عربی زبان میں بُدنہ کہا جاتا ہے۔

اور کفارہ کی تیسری صورت کو صدقہ کہا جاتا ہے، جس کی عموماً فقہائے کرام کے نزدیک مقدار ایک صدقۂ فطر کے برابر ہوتی ہے، اور بعض اوقات اس سے بھی کم مقدار ہوتی ہے۔

اور کفارہ کی چوتھی صورت روزوں کی شکل میں مقرر ہے۔

اور کفارہ کی پانچویں صورت تاوان کی شکل میں مقرر ہے، مثلاً کسی جانور کا شکار کیا، تو اس کی جزاء وتاوان اس جانور کے مثل قیمت وغیرہ کی شکل میں واجب ہے۔

پھر حج اور عمرہ کے احرام کے کفارات اکثر وبیشتر برابر ہیں، مگر بعض صورتوں میں فرق بھی ہے۔

مذکورہ آیت میں جو فدیہ کا حکم بیان کیا گیا ہے، وہ اس صورت میں ہے، جب کوئی احرام کے کسی حکم کی خلاف ورزی، معذوری، یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے کرے، کہ اُسے فدیہ دینے میں مندرجہ بالا تین قسم کے اختیارات ہیں، اور مجبوری کے بغیر کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

مگر احرام کی حالت میں جو احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزیاں ہیں، وہ سب کی سب یکساں اور ایک درجہ کی نہیں ہیں، اور جس طرح کی پابندی کی خلاف ورزی جس درجہ میں کی جاتی ہے، اسی طرح کا اس پر کفارہ وفدیہ وغیرہ واجب ہوتا ہے۔

اگر احرام کی حالت میں جان بوجھ کر کوئی مرد بلاعذر سَر ڈھانپ لے، یا عورت ومرد خوشبو لگالے، یا بال

Idara Ghufran

یا ناخن کاٹ لے، یا عورت چہرہ ڈھانپ لے، یا حنفیہ ومالکیہ کے نزدیک مرد چہرہ ڈھانپ لے، یا اسی طرح کی کوئی احرام کی خلاف ورزی کرلے، تو جمہور فقہائے کرام یعنی مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس کو بھی مذکورہ تین چیزوں کی صورت میں فدیہ دینے کا اختیار ہوتا ہے کہ یا تو وہ قربانی کا چھوٹا جانور (بکری، بھیڑ، دُنبہ وغیرہ) ذبح کرے، یا چھ مسکینوں کو کھانا (یا چھ فطرانوں کے برابر رقم) صدقہ کرے، یا تین دن روزے رکھے، البتہ وہ شخص جان بوجھ کر بلا عذر ایسا کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتا ہے، کیونکہ اس طرح کے جرم پر فدیہ کا حکم قرآن مجید میں مذکور ہے، اور جان بوجھ کر بلا عذر کرنے کی وجہ سے صرف گناہ گار ہونے کے اعتبار سے فرق پڑتا ہے۔

مگر حنفیہ کے نزدیک اس کو ان تین چیزوں کے اندر اختیار نہیں ہوتا، بلکہ حسبِ جرم وجنایت بعض صورتوں میں متعین طریقہ پر دَم واجب ہوتا ہے، اور بعض صورتوں میں صدقہ واجب ہوتا ہے۔

اور جو شخص مذکورہ کسی چیز کا ارتکاب جان بوجھ کر تو نہ کرے، اور اس کو مرض اور تکلیف وغیرہ بھی نہ ہو، بلکہ بھول جانے یا اس بارے میں شریعت کا حکم ومسئلہ معلوم نہ ہونے یا کسی کی طرف سے زبردستی وہ کام کرادینے کی وجہ سے یا کوئی نیند یا بیہوشی میں اس طرح احرام کی کسی پابندی کی خلاف ورزی کرلے، تو حنفیہ کے نزدیک ایسا شخص بھی جان بوجھ کر بلا عذر جرم وجنایت کرنے والے کی طرح ہے، جس کو فدیہ دینے میں مذکورہ چیزوں کا اختیار نہیں، بلکہ دَم واجب ہے، البتہ اتنا فرق ہے کہ وہ گناہ گار نہیں ہوتا۔

اور شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر اس نے احرام کی کوئی ایسی خلاف ورزی کی ہو، جس میں کسی چیز کو تلف کرنا پایا جاتا ہے، مثلاً بال منڈانا، یا کٹانا، یا ناخن کٹانا، تو اس میں فدیہ واجب ہوتا ہے، جس میں اُسے مذکورہ تینوں چیزوں کا اختیار رہتا ہے، اور اگر اُس میں کسی چیز کو تلف کرنا نہیں پایا جاتا، مثلاً سَر ڈھانکنا، تیل اور خوشبو وغیرہ لگانا، تو اس سے بہر حال کفارہ ساقط ہوتا ہے، اور کسی قسم کا دَم وفدیہ وغیرہ واجب نہیں ہوتا۔

احرام کی حالت میں جس نے ممنوع لباس پہنا، یا سَر ڈھانپا، یا چہرہ ڈھانپا، تو حنفیہ کے نزدیک اگر یہ خلاف ورزی مکمل ایک دن یا ایک رات تک جاری رہی، اور پورے عضو یا کم از کم چوتھائی عضو کو ڈھانپا تھا، تو اس پر قربانی کے چھوٹے جانور کے ذبح کی شکل میں دَم واجب ہوتا ہے، اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم وقت تک جاری رہی، تو اس پر (صدقۂ فطر کے برابر) صدقہ واجب ہوتا ہے، اور اگر ایک گھنٹہ سے کم جاری رہی، تو تقریباً ایک مٹھی کی مقدار گندم یا اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہوتا ہے۔

Idara Ghufran

اور امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک بہرحال ایک دن رات، یا اس سے کم وبیش مدت کی قید وشرط کے بغیر فدیہ واجب ہوتا ہے۔

احرام کی حالت میں اگر کسی نے ایسی خوشبو استعمال کی، جس کا احرام میں استعمال کرنا منع تھا، تو جمہور فقہائے کرام یعنی مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس پر فدیہ واجب ہوتا ہے، خواہ اس نے جسم کے کسی پورے عضو پر خوشبو لگائی ہو، یا پورے عضو سے کم پر خوشبو لگائی ہو، اور پورے لباس پر خوشبو لگائی ہو، یا لباس کے تھوڑے حصہ پر خوشبو لگائی ہو۔

جبکہ حنفیہ کے نزدیک اس سلسلہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس نے جسم کے کسی بڑے مکمل عضو مثلاً مکمل سَر، مکمل ہاتھ، مکمل ران، مکمل پنڈلی پر خوشبو لگائی، تو اس پر قربانی کے چھوٹے جانور کے ذبح کی شکل میں متعین طور پر دَم واجب ہوتا ہے، اور اگر کسی بڑے پورے عضو پر خوشبو نہیں لگائی یا چھوٹے عضو مثلاً کان، ناک، آنکھ، مونچھ، انگلی پر خوشبو لگائی، تو صدقہ لازم ہوتا ہے، اگرچہ سارے عضو پر خوشبو لگائے، بشرطیکہ خوشبو تھوڑی مقدار میں ہو، ورنہ دَم لازم ہوتا ہے۔

اور اگر کسی نے ایک مجلس میں مختلف اعضاء پر خوشبو لگائی، تو یہ ایک ہی عضو پر خوشبو لگانے کی طرح ہے، جس پر ایک ہی دَم واجب ہے، اور اگر مجلس بدل گئی تو اس کا حکم جدا ہے۔

اور دَم دینے کے بعد اس خوشبو کو زائل کرنا بھی ضروری ہے، اگر دَم دینے کے بعد خوشبو برقرار رہی، تو اگلا دَم واجب ہوتا ہے۔

جہاں تک لباس کو خوشبو لگانے کا مسئلہ ہے، تو حنفیہ کے نزدیک لباس کو خوشبو لگانے پر دَم واجب ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں، ایک یہ کہ وہ اتنی مقدار ہو، کہ وہ ایک مربع بالشت سے زائد ہو، اور دوسری شرط یہ ہے کہ ایسی خوشبو لگا ہوا لباس احرام کی حالت میں کم از کم ایک دن یا ایک رات پہنے رکھا ہو، اور اس سے کم کی صورت میں صدقہ واجب ہوتا ہے۔

احرام کی حالت میں اگر جسم کے کسی عضو کے بال کاٹے یا مونڈے، تو امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک اگر کسی نے ایک وقت اور ایک جگہ میں کم از کم تین یا اس سے زیادہ کتنی بھی مقدار میں سَر یا جسم کے کسی بھی حصہ کے بال کاٹے یا مونڈے، تو اس پر فدیہ واجب ہوتا ہے۔

اور اگر تین سے کم یعنی ایک یا دو بال کاٹے یا مونڈے، تو ایک بال کے عوض میں ایک مُد (یعنی چوتھائی صاع یا فطرانہ کی نصف مقدار گندم کا) صدقہ واجب ہوتا ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور حنفیہ کے نزدیک اگر اس نے کسی پورے عضو یا کم از کم چوتھائی عضو کے بال کاٹے یا مونڈے، مثلاً کم از کم چوتھائی سَر یا کم از کم چوتھائی ڈاڑھی کے بال کاٹے یا مونڈے، تو اس پر دَم واجب ہوتا ہے، یعنی حنفیہ کے نزدیک چوتھائی عضو کا حکم پورے عضو کی طرح ہے۔

اور اگر چوتھائی عضو سے کم حصہ کے بال کاٹے یا مونڈے، تو پھر اس پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔

اور حنفیہ کے نزدیک مونچھ اور ڈاڑھی ملا کر دونوں ایک عضو کا حکم رکھتے ہیں، پس اگر کسی نے اپنی مکمل مونچھ یا اس کے کچھ بال مونڈے تو صدقہ واجب ہوتا ہے۔

اور اگر اس نے اپنے مختلف اعضاء کے بال ایک مجلس میں کاٹے یا مونڈے، تو اس پر ایک ہی دَم واجب ہوتا ہے، اور اگر اس نے مختلف مجلسوں میں مختلف اعضاء کے بال کاٹے یا مونڈے، تو اس پر مختلف مجلسوں کے اعتبار سے متعدد دَم واجب ہوتے ہیں۔

اور اگر کسی نے چوتھائی عضو سے کم حصہ کے بال کاٹے یا مونڈے، تو اس پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔

اور اگر وضو یا خارش کرنے کی وجہ سے سَر یا ڈاڑھی وغیرہ کے کم از کم تین بال ِگر گئے، تو ہر بال کے عوض میں تقریباً ایک مٹھی کی مقدار گندم یا اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہوتا ہے۔

اور حنفیہ کے نزدیک پوری گردن یا مکمل دونوں بغلوں یا ایک بغل کے بال کاٹنے پر تو دَم واجب ہوتا ہے، لیکن کم مقدار کے کاٹنے پر دَم کے بجائے صدقہ واجب ہوتا ہے۔

اور اگر احرام کی حالت میں کسی فعل کا ارتکاب کیے بغیر خود بخود بال ِگر یا جھڑ جائیں، تو کسی کے نزدیک بھی کچھ واجب نہیں ہوتا۔ (ماخوذ از ''مناسکِ حج کے فضائل واحکام'' مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ، جوس ومشروب کا حکم (قسط۴)

ہر طرح کے برتن میں غیر نشہ آور نبیذ وجوس کی اجازت

شراب بنانے اور پینے کے لئے زمانۂ جاہلیت میں مخصوص برتن تھے، جن پر تارکول وغیرہ ایسی چیز چڑھادی جاتی تھی، تاکہ ہوا اور آکسیجن کی آمد ورفت بند ہوجانے اور خمیر تیز اُٹھنے کی وجہ سے نشہ آور مادہ وجوہر ایتھائل الکوحل (Ethyl Alcohol) زیادہ مؤثر اور جلدی بنے۔

جب شراب کی حرمت سے لوگوں کو پوری طرح بچانا اور نفرت دلانا اور شراب کی مشابہت سے بچانا اور شراب کو یاد دلانے والی چیزوں کو دُور کرنا مقصود تھا، اس وقت ابتداء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب بنائے جانے والے مخصوص برتنوں کے استعمال اور ان میں نبیذ وغیرہ کے مشروب بنانے سے احتیاط کے پیشِ نظر منع فرمادیا تھا۔ [1]

اور چونکہ ہوادار برتنوں اور مشکیزوں وغیرہ میں شراب بننے اور نشہ آور ہونے کے امکانات کم تھے، اس لئے

---

[1] عن عمرو بن مرة، حدثني زاذان، قال :قلت لابن عمر :حدثني بما نهى عنه النبي صلى الله عليه وسلم من الأشربة بلغتك، وفسره لي بلغتنا، فإن لكم لغة سوى لغتنا، فقال :نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحنتم، وهي الجرة، وعن الدباء ، وهي القرعة، وعن المزفت، وهو المقير، وعن النقير، وهي النخلة تنسح نسحا، وتنقر نقرا، وأمر أن ينتبذ في الأسقية(مسلم، رقم الحديث ۱۹۹۷ "۵۷")

وكانت هذه الظروف مختصة بالخمر فلما حرمت الخمر حرم النبي صلى الله عليه وسلم استعمال هذه الظروف، اما لان في استعمالها تشبها بشرب الخمر وتذكيراً له، واما لان هذه الظروف كانت فيها اثر الخمر، فلما مضت مدة اباح النبي ﷺ استعمال هذه الظروف، كماسيأتي في احاديث الباب، فان اثر الخمر زال عنها، او لان الشيء حينما يحرم فان اللائق حينذاک ان يبالغ في التحريم ويشدد في الامر، ليتركه الناس مرّة، فاذا تركه الناس واستقر الامر يزول التشديد بعد حصول المقصود (تكملة فتح الملهم، ج۳، ص ۵۱۹، كتاب الاشربة)

وكان تحريم الاوعية للاحتياط وسدا للذريعة (بذل المجهود، ج۱۶، ص ۳۴، كتاب الاشربة، باب في الاوعية)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس وقت اس طرح کے برتنوں میں نبیذ بنانے کا حکم فرمایا تھا۔ [۱]

حضرت دیلمی سے روایت ہے کہ:

قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ لَنَا أَعْنَابًا فَمَاذَا نَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ : زَبِّبُوْهَا، قُلْنَا : فَمَا نَصْنَعُ بِالزَّبِيْبِ؟ قَالَ : اِنْبِذُوْهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ، وَاشْرَبُوْهُ عَلٰى عَشَائِكُمْ، وَانْبِذُوْهُ عَلٰى عَشَائِكُمْ، وَاشْرَبُوْهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ، وَانْبِذُوْهُ فِي الشِّنَانِ، وَلَا تَنْبِذُوْهُ فِي الْقِلَالِ، فَإِنَّهُ إِنْ تَأَخَّرَ صَارَ خَلًّا (سنن النسائی) [۲]

ترجمہ: ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس (غیر معمولی مقدار میں) انگور ہوتے ہیں، تو ہم اُن کا کیا کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اُن کو (سکھا کر) کشمش بنالیا کرو، ہم نے عرض کیا کہ ہم کشمش کا کیا کریں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کا صبح کے وقت نبیذ بنالیا کرو، اور اس کو شام کو پی لیا کرو، اور شام کو نبیذ بنالیا کرو، اور صبح کو پی لیا کرو، اور تم چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنایا کرو، اور (شراب کے مخصوص) بڑے گھڑوں میں نبیذ نہ بنایا کرو، کیونکہ وہ اگر دیر تک رہے، تو سرکہ بن جائے گا (نسائی)

مطلب یہ تھا کہ اس طرح کے مشکیزوں میں نبیذ کے زیادہ دیر موجود رہنے کی وجہ سے وہ شراب کے بجائے سرکہ بن جائے گا، اور ہوادار ہونے اور ایتھائل الکوحل جمع نہ ہونے کی وجہ سے شراب نہیں بنے گا، اور جس طرح نبیذ کا استعمال جائز ہے، اسی طرح سرکہ کا استعمال بھی جائز ہے۔ [۳]

---

[۱] وكان النهى عنه لكون الاشتداد يسرع فى نبيذ الجر لانسداد مساماته، ولاكذلك نبيذ الاسقية مع ان نبيذ الاسقية يعلم اشتداده بانتفاخ السقاء لكونها موكاة، ولايشعر بذلك اذا كانت جرة لانها لايمكن انتفاخه، وانما كان هذا ايضاً فى ابتداء الامر، ثم رخص فى الانتباذ فى كل ظرف الا ان من لم يبلغه الرخصة دام على التحريم كابن عمر وابن عباس (بذل المجهود، ج١٦، ص٢٦، كتاب الاشربة، باب فى الاوعية) (عليكم باسقية الادم) اى جلود الحيوان (التى يلاث) اى يربط (على افواهها) ففيها فانتبذوا واشربو منها، فانها لاجل مساماتها لايسرع اليها الفساد، ويعلم بالانتفاخ اشتداد النبيذ فيها (ايضاً، ص٢٩)

[۲] رقم الحديث ٥٧٣٦، كتاب الاشربة، باب ذكر ما يجوز شربه من الأنبذة، وما لا يجوز.

[۳] قال الشيخ :الشنان الأسقية من الأدم وغيرها واحدها شن، وأكثر ما يقال ذلك فى الجلد الرقيق أو البالى من الجلود، والقلل الجرار الكبار واحدتها قلة، ومنه الحديث إذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا (معالم السنن للخطابى، ج٤، ص٢٧١، ومن باب صفة النبيذ)

Idara Ghufran

پھر جب شراب کی حرمت پوری طرح لوگوں کے ذہنوں میں بیٹھ گئی، اوراس سے نفرت پیدا ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح شراب بنانے کے مخصوص برتنوں کو استعمال کرنے اوران میں غیر نشہ آور نبیذ و مشروب بنانے اور کھانے پینے کے لئے ان برتنوں کو استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔

چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ إِلَّا فِيْ سِقَاءٍ، فَاشْرَبُوْا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا، وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا (مسلم) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں (پہلے) چمڑے کے مشکیزہ (وبرتن) کے علاوہ میں نبیذ بنانے سے منع کردیا تھا، پس اب تم ہر قسم کے برتن میں پیو، اور تم نشہ آور چیز نہ پیو (مسلم)

چمڑے کے برتنوں کے رقیق اور پتلا ہونے کی وجہ سے اُن کے اندر موجود نبیذ میں جلدی تغیر اور نشہ پیدا نہیں ہوتا، اس لئے ابتداء میں شراب سے پوری طرح بچانے کے لئے چمڑے کے مشکیزہ وغیرہ میں ہی نبیذ بنانے کی اجازت دی گئی تھی، بعد میں دوسرے برتنوں میں بھی نبیذ بنانے کی اجازت دے دی گئی۔ [۲]

اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ، وَإِنَّ الظُّرُوْفَ لَا تُحَرِّمُ شَيْئًا وَلَا تُحِلُّهُ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٣٠١٦) [۳]

---

[۱] رقم الحديث ٩٧٧ "٦٣" كتاب الاشربة، باب النهى عن الانتباذ فى المزفت والدباء والحنتم والنقير، وبيان أنه منسوخ، وأنه اليوم حلال ما لم يصر مسكرا.

[۲] (ظروف الأدم) استثناء منقطع ;لأن المنهى عنه هى الأشربة فى الظروف المخصوصة، وليست ظروف الأدم من جنس ذلك ذكره الطيبى .قال الخطابى :وذلك أن الأشربة أوعية منتنة قد يتغير فيها الشراب ولا يشعر به، فنهى عن الانتباذ فيها بخلاف الأسقية لرقتها، فإذا تغير الشراب لم يلبث أن ينشق، فيكون أمارة يعلم بها تغيره والفاء فى قوله :(فاشربوا) : معطوف على محذوف أى نهيتكم أولا عن ذلك فالآن نسخته "فاشربوا "(فى كل وعاء) : وقوله: (غير أن لا تشربوا مسكرا) : منصوب على أنه مستثنى منقطع، وتقريره أبيح لكم شرب ما فى كل إناء غير شرب المسكر (مرقاة المفاتيح، ج٧ص٢٧٥٧، كتاب الاطعمة، باب النقيع والانبذة)

[۳] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: اور میں نے تمہیں مخصوص برتنوں کے استعمال سے منع کردیا تھا، اور بے شک برتن (بذاتِ خود) کسی چیز کو حرام نہیں کرتے، اور نہ ہی کسی چیز کو حلال کرتے ہیں، اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے (مسند احمد)

یعنی اب میری طرف سے تمہیں ہر طرح کے برتن میں نبیذ بنانے اور استعمال کرنے کی اجازت ہے، مگر نشہ آور مشروب جائز نہیں، خواہ کسی بھی برتن و پلانٹ میں تیار کیا اور بنایا جائے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ قَالَ : كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ، فَانْتَبِذُوا فِيهِ، وَاجْتَنِبُوا كُلَّ مُسْكِرٍ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں (شراب کے مخصوص) برتنوں کے (کسی بھی طرح کے) استعمال سے منع کردیا تھا، تو اب تم اُن میں مشروب بنا سکتے ہو، مگر ہر نشہ آور چیز سے بچنے کا اہتمام کرو (ابن ماجہ)

اس طرح کی احادیث حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت علی، حضرت ابنِ عباس اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ۳۴۰۵، كتاب الاشربة، باب ما رخص فيه من ذلك.
قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح(حاشية ابنِ ماجه)

[2] حدثنى عبد الله بن بريدة، عن أبيه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إنى كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها؛ فإنها تذكر الآخرة، ونهيتكم عن نبيذ الجر، فانتبذوا فى كل وعاء، واجتنبوا كل مسكر، ونهيتكم عن أكل لحوم الأضاحى بعد ثلاث فكلوا وتزودوا وادخروا (مسند احمد، رقم الحديث ۲۳۰۰۵)
قال شعيب الارنؤوط:حديث صحيح، وهذا إسناد قوى(حاشية مسند احمد)
عن عبد الله، عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال " :إنى كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها، ونهيتكم أن تحبسوا لحوم الأضاحى فوق ثلاث فاحبسوا، ونهيتكم عن الظروف فانبذوا فيها، واجتنبوا كل مسكر "(مسند احمد، رقم الحديث ۴۳۱۹)
قال شعيب الارنؤوط:صحيح لغيره(حاشية مسند احمد)
عن ابن مسعود، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال :إنى كنت نهيتكم عن نبيذ الأوعية، ألا وإن وعاء لا يحرم شيئا، كل مسكر حرام(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۴۰۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

شروع میں جب شراب حرام کی گئی، اس وقت شراب کے ان برتنوں کے استعمال کو بھی ناجائز قرار دے دیا گیا تھا، اوران کو توڑنے کا حکم دے دیا گیا تھا، جن میں شراب بنائی جاتی تھی، تاکہ شراب سے پوری طرح اجتناب کیا جائے، اوراس سے کلی نفرت پیدا ہو، اور برتنوں سے شراب کا اثر بھی ختم ہوجائے، پھر بعد میں جب شراب سے بچنے کا پوری طرح اہتمام ہوگیا، توان برتنوں کے استعمال کی تو اجازت دے دی گئی، لیکن ساتھ ہی ہر نشہ آور چیز سے منع کر دیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَوْعِيَةَ الدُّبَّاءَ، وَالْحَنْتَمَ، وَالْمُزَفَّتَ، وَالنَّقِيْرَ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ : إِنَّهُ لَا ظُرُوْفَ لَنَا فَقَالَ : اِشْرَبُوْا مَاحَلَّ (ابوداؤد، رقم الحديث ٣٧٠٠، كتاب الاشربة، باب فى الاوعية) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دباء، اور حنتم، اور مزفت اور نقیر نام کے برتنوں کا ذکر فرمایا، ایک دیہاتی کہنے لگا کہ ہمارے پاس ان کے علاوہ دوسرے برتن نہیں ہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ حلال اشیاء ان برتنوں میں پی سکتے ہو (ابوداؤد)

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عن علی، "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن زيارة القبور، وعن الأوعية، وأن تحبس لحوم الأضاحى بعد ثلاث "، ثم قال " :إنى كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تذكركم الآخرة، ونهيتكم عن الأوعية فاشربوا فيها، واجتنبوا كل ما أسكر، ونهيتكم عن لحوم الأضاحى أن تحبسوها بعد ثلاث، فاحبسوا ما بدا لكم " (مسند احمد، رقم الحديث ١٢٣٦)

قال شعيب الارنؤوط:حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

عن ابن عباس، رضى الله عنهما، قال :نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن هذه الظروف، ثم رخص فيها نهى عن الدباء والحنتم والنقير والمزفت، ثم رخص فيها قال :اشربوا فيما شئتم واجتنبوا كل مسكر ونهى عن زيارة القبور، ثم قال :زوروها فإن فيها عظة ونهى عن لحوم الأضاحى فوق ثلاث، ثم رخص فيها قال مجاهد :قالت عائشة :إن كنا لنصبح، وإن العراق من لحوم الأضاحى بعد عشر، تعنى عندنا(مسند البزار، رقم الحديث ٤٩٢٩)

قال الهيثمى: رواه البزار، وفيه يزيد بن أبى زياد، وهو ضعيف يكتب حديثه، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨١٥٨، كتاب الاشربة، باب جواز الانتباذ فى كل وعاء)

عن النعمانِ بن بشير، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :اجتنبوا كل مسكر (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ٩١)

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح(حاشية ابى داؤد)

Idara Ghufran

مذکورہ حدیث میں جن برتنوں کو مختلف ناموں سے ذکر کیا گیا ہے، یہ زمانۂ جاہلیت میں شراب بنانے کے لئے مخصوص تھے، جن پر تارکول یا تیل بالخصوص رنگ وغیرہ چڑھایا جاتا تھا، تاکہ ان میں بند رکھی ہوئی چیز میں جلدی اور گہرا ومؤثر نشہ سرایت کر جائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برتنوں میں حلال وجائز یعنی غیر نشہ آور مشروب بنانے اور استعمال کرنے کی اجازت بیان فرمائی۔ [1]

اس طرح کا مضمون اور بھی کئی احادیث میں آیا ہے۔ [2]

بہر حال مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبیذ کسی بھی قسم کے برتن میں بنانا اور پینا جائز ہے، بشرطیکہ وہ مشروب نشہ آور نہ ہو۔

اور جو حکم برتنوں کا ہے، وہی حکم آج کل مشروبات تیار کئے جانے والے پلانٹوں کا بھی ہے، کیونکہ وہ بھی

---

[1] (والحنتم) سبز رنگ کی روغنی گھڑیا جیسی مرتبان "والحنتم وإن فسروها بالجرة الخضراء، ولكن لا يشترطُ أن تكونَ خضراءَ دائمًا .بل هذا بالنظر إلى الغالب (الدباء) "تونبری "(النقير) ما يُتخذُ من نقر أصل النخلة .و (المزفت) وهو المُقيَّر، والقِيرُ والقَارُ واحد. والزفت ليست ترجمته "رال "كما في الغياث، بل هو نوع من الدُّهن يُجلب من البصرة. والنهي عن الانتباذ في هذه الأوعية بخصوصها لأنه يُسرع فيها الإسكار، ثم ثبتت الرخصةُ في الانتباذ في كل وعاءٍ إذا لم يُسكر .رواه الترمذي في الأشربة قال :إن ظرفًا لا يُحلُّ شيئًا ولا يُحرِّمه، وكل مسكر حرام .اهـ. (فيض الباري، ج ١، ص ٢٣٤، وص ٢٣٥، باب أداء الخمس من الإيمان)

[2] عن الأشج العصري، أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم في رفقة من عبد القيس ليزوره فأقبلوا، فلما قدموا، رفع لهم النبي صلى الله عليه وسلم فأناخوا ركابهم وابتدره القوم ولم يلبسوا إلا ثياب سفرهم، وأقام العصري يعقل ركاب أصحابه وبعيره، ثم أخرج ثيابه من عيبته، وذلك بعين رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم أقبل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فسلم عليه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم :إن فيك لخلقين يحبهما الله ورسوله .قال :ما هما يا رسول الله؟ قال :الأناة والحلم .قال :شيء جبلت عليه أو شيء أتخلقه؟ قال :لا، بل جبلت عليه .قال :الحمد لله .قال :معشر عبد القيس ما لي أرى وجوهكم قد تغيرت؟ .قالوا :يا نبي الله، نحن بأرض وخمة، وكنا نتخذ من هذه الأنبذة ما يقطع اللحمان في بطوننا، فلما نهينا عن الظروف، فذلك الذي ترى في وجوهنا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم :إن الظروف لا تحل ولا تحرم، ولكن كل مسكر حرام، وليس أن تجلسوا فتشربوا حتى إذا ثملت العروق تفاخرتم فوثب الرجل على ابن عمه فضربه بالسيف، فتركه أعرج .قال :وهو يومئذ في القوم الأعرج الذي أصابه ذلك (مسند أبي يعلى، رقم الحديث ٦٨٤٩)

قال حسين سليم أسد: إسناده جيد (حاشية ابی يعلیٰ)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

جدیددورواندازکے برتن ہیں۔ ؎ (جاری ہے............)

؎ الانتباذ فی الأوعية: الانتباذ :اتخاذ النبيذ المباح، وقد اتفق الفقهاء على أنه يجوز الانتباذ فی الأوعية المصنوعة من جلد، وهی الأسقية، واختلفوا فيما سواها.

فذهب الحنفية إلى جواز الانتباذ فی كل شیء من الأوانی، سواء الدباء والحنتم والمزفت والنقير ، وغيرها، لأن الشراب الحاصل بالانتباذ فيها ليست فيه شدة مطربة، فوجب أن يكون الانتباذ فی هذه الأوعية وغيرها مباحا .وما ورد من النهی عن الانتباذ فی هذه الأوعية منسوخ بقوله صلى الله عليه وسلم :(كنت نهيتكم عن الأشربة فی ظروف الأدم، فاشربوا فی كل وعاء ، غير ألا تشربوا مسكرا) وفی رواية (نهيتكم عن الظروف، وإن ظرفا لا يحل شيئا ولا يحرمه، وكل مسكر حرام) فهذا إخبار صريح عن النهی عنه فيما مضى، فكان هذا الحديث ناسخا للنهی .ويدل عليه أيضا ما روى أحمد عن أنس، قال :(نهی رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النبيذ فی الدباء والنقير والحنتم والمزفت) ، ثم قال بعد ذلک :(ألا كنت نهيتكم عن النبيذ فی الأوعية، فاشربوا فيما شئتم، ولا تشربوا مسكرا، من شاء أوكی سقاء ه على إثم) والقول بنسخ الانتباذ فی الأوعية المذكورة هو قول جمهور الفقهاء ، ومنهم الشافعية والحنابلة فی الصحيح عندهم، فلا يحرم ولا يكره الانتباذ فی أی وعاء. وقال جماعة منهم ابن عمر وابن عباس ومالک وإسحاق :يكره الانتباذ فی الدباء والمزفت، وعليهما اقتصر مالک، فلا يكره الانتباذ فی غير الدباء والمزفت .وكره أحمد فی رواية والثوری الانتباذ فی الدباء والحنتم والنقير والمزفت، لأن النبی صلى الله عليه وسلم نهی عن الانتباذ فيها، فالنهی عند هؤلاء باق، سدا للذرائع، لأن هذه الأوعية تعجل شدة النبيذ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵، ص۲۰، وص ۲۱، مادة "الاشربة")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات ومضامین (جنت اور اس کی بہاریں: قسط ۲۰) مفتی محمد امجد حسین

جنت کے قرآنی مناظر

وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ (سورة ابراهيم، رقم الآية ۲۳)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کئے وہ بہشتوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ وہاں انکی صاحب سلامت سلام ہوگا (سورہ ابراہیم)

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ. ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ. وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ. لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ (سورة الحجر، رقم الآيات ۴۵ الى ۴۸)

ترجمہ: جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے، (ان سے کہا جائے گا کہ) ان میں سلامتی (اور خاطر جمع) سے داخل ہو جاؤ، اور ان کے دلوں میں جو کدورت ہوگی اس کو ہم نکال (کر صاف کر) دیں گے (گویا) بھائی بھائی تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہیں، نہ ان کو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے (سورہ حجر)

متقین ......متقین سے مراد یہاں تمام اہلِ ایمان ہیں (یعنی شرک وکفر سے بچنے والے) جو آخر دم تک ایمان پر قائم دائم رہے، خواہ نیک ہوں یا بد۔ [1]

---

[1] وهو قول الجمهور من الصحابة والتابعين .والقول الثانى :وهو قول الضحاک :وهو أنه ليس المراد منه سكر الخمر، إنما المراد منه سكر النوم، قال :ولفظ السكر يستعمل فى النوم فكان هذا اللفظ محتملا له، والدليل دل عليه فوجب المصير إليه، أما بيان أن اللفظ محتمل له فمن وجهين :الأول :ما ذكرنا :أن لفظ السكر فى أصل اللغة عبارة عن سد الطريق، ولا شک أن عند النوم تمتلء مجارى الروح من الأبخرة الغليظة فتنسد تلک المجارى بها، ولا ينفذ الروح الباصر والسامع إلى ظاهر البدن .الثانى :قول الفرزدق: من السير والإدلاج يحسب أنما ...سقاه الكرى فى كل منزلة خمرا وإذا ثبت أن اللفظ محتمل له فنقول :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ آمِنِيْنَ ...... جنت میں سلامتی اور امن واطمینان کے ساتھ داخل ہو جاؤ، بظاہر سلام یعنی سلامتی سے فی الوقت ہر طرح کے رنج وغم اور دکھ وتکلیف، پریشانی وآفت سے سلامتی مراد ہے، اور آمنین سے آئندہ بھی ہمیشہ امن وعافیت اور اطمینان کی حالت جنت میں حاصل رہنا مراد ہے۔

پس جنت میں داخلے کے وقت ہی ان کو فی الحال اور آئندہ (مستقبل میں بھی ہمیشہ) ہر طرح کی ناگواری، تکلیف اور پریشانی سے حفاظت کی ضمانت صریح الفاظ میں دے دی جائے گی۔

جنت میں داخلے کی لذت وخوشی پر یہ مزید خوشی وبشارت ہوگی، جو اہل جنت کو حاصل ہوگی، یہ خوشی وخوشخبری پا کر آئندہ کے متعلق بھی سب طرح کے کھٹکے اور خدشے ختم ہو جائیں گے، اور پورے سکون واطمینان کے ساتھ ان کا جنت میں داخلہ ہوگا۔

و نزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا ...... یہ کلمات طیبات پیچھے بھی گزر چکے ہیں، وہاں ان کی وضاحت ذکر ہو چکی ہے، ملاحظہ ہو مضمون ہٰذا کی قسط نمبر 10۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الدليل دل عليه، وبيانه من وجوه :الأول :أن قوله تعالى :لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون ظاهره أنه تعالى نهاهم عن القرب من الصلاة حال صيرورتهم بحيث لا يعلمون ما يقولون، وتوجيه التكليف على مثل هذا الإنسان ممتنع بالعقل والنقل، أما العقل فلأن تكليف مثل هذا الإنسان يقتضى تكليف ما لا يطاق، وأما النقل فهو قوله عليه الصلاة والسلام :رفع القلم عن ثلاث عن الصبى حتى يبلغ وعن المجنون حتى/ يفيق وعن النائم حتى يستيقظ ولا شك أن هذا السكران يكون مثل المجنون، فوجب ارتفاع التكليف عنه. والحجة الثانية : قوله عليه الصلاة والسلام :إذا نعس أحدكم وهو فى الصلاة فليرقد حتى يذهب عنه النوم فإنه إذا صلى وهو ينعس لعله يذهب ليستغفر فيسب نفسه هذا تقرير قول الضحاک.
واعلم أن الصحيح هو القول الأول (تفسير الرازى الكبير ، ج١٠، ص٨٧،)
فثبت أن قوله :إن المتقين فى جنات وعيون يتناول جميع القائلين بلا إله إلا الله محمد رسول الله قولا واعتقادا سواء كانوا من أهل الطاعة أو من أهل المعصية وهذا تقرير بين، وكلام ظاهر (تفسير الرازى الكبير، ج١٩، ص١٤٧،)

[1] وهو هٰذا......وَ نَزَعْنَا مَا فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ

آیت کے اس حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ جنت کے دلوں میں باہم جو کچھ ناراضگی اور کدورت، مخالفت وعداوت دنیا میں رہی ہوگی، جنت میں اللہ تعالیٰ ان کے سینے ان تمام آلائشوں سے پاک کر دیں گے، وہاں سب کے دل ایک دوسرے کی محبت واپنائیت کے جذبات سے معمور ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ان شاء اللہ میرا اور عثمان وطلحہ وزبیر کا معاملہ ایسا ہی ہوگا (ملاحظہ ہو تفسیرِ کبیر، مدارک وغیرہ)

کتنے ہی اہلِ ایمان، اہلِ تقویٰ، اہلِ دین ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا میں مختلف بشری تقاضوں، تعلقات ومعاملات کی وجہ سے ان میں باہم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ...... اہلِ تقویٰ سے یہاں بھی اہلِ ایمان مراد ہیں، کیونکہ پیچھے اہلِ کفر اور ان کے برے احوال، انکارِ حق، تکذیب وتکبر وغیرہ کا ذکر تھا، اس کے مقابلے میں اہلِ ایمان کا تذکرہ اس آیت سے شروع ہوتا ہے، اہلِ ایمان کا طرزِ عمل اہل الکفر کے بالکل برعکس اور تقابل میں سامنے آتا ہے۔

قَالُوْا خَيْرًا ...... اس آیت سے سابق آیت میں اہلِ کفر کے ذکر میں گزرا ہے کہ جب ان سے کلام الٰہی کے بارے میں پوچھا جاتا ہے، تو وہ اسے ''اساطیر الاولین'' قرار دیتے ہیں کہ یہ تو پچھلی قوموں کے قصے کہانیاں، اور افسانے ہیں، جو موثر انداز میں جمع ومرتب کر کے یہ نبی لوگوں کے سامنے کتابِ الٰہی کے نام سے پیش کرتا ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں یہاں اہلِ ایمان سے کتابِ الٰہی کے متعلق پوچھا جاتا ہے، تو وہ پوری عقیدت اور عقیدے سے اسے خیر وبرکت پر مبنی کلام، کلامِ الٰہی قرار دیتے ہیں۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا ...... جنہوں نے بھلائی کی، اچھے کام کئے، مراد اہل ایمان ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ناراضگی اور عداوت تک نوبت جا پہنچتی ہے، اور بسا اوقات مرتے دم تک یہ نفرت وعداوت کے معاملات برقرار رہتے ہیں، توان شاء اللہ جنت میں جب جائیں گے تو اس تمام کینہ کپٹ، بغض وعداوت سے بے میل ہو کر جائیں گے

جنت آنجا است کہ آزارے نباشد　　کسے را با کسے کارے نباشد

اہل سنت والجماعت پر اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین میں اگر باہم ناراضگی اور اختلاف، لڑائی اور جھگڑے کی نوبت بھی آئی تو انہوں نے ان سب کو اپنا بڑا سمجھ کر سب کا احترام ملحوظ رکھا ہے، کسی ایک فریق کے طرفدار بن کر دوسرے سے بدگمانی یا بدزبانی کو شعار نہیں بنایا۔

علی ومعاویہ، عثمان وحیدر، عائشہ وفاطمہ، ہر دو طبقے ان کے سر کے تاج ہیں۔

آخر باپ اور چچاؤں میں لڑائی وگالم گلوچ ہو جائے تو سعادت مند اولاد کب ان بڑوں کے جھگڑوں میں آتی ہے، باپ، چچا، تایا سب کا درجہ بدرجہ احترام ملحوظ رکھتی ہے۔

مشاجراتِ صحابہ

مشاجراتِ صحابہ یعنی صحابہ کی باہم جنگوں کے بارے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے:

''یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ نے ہماری تلواروں کو محفوظ رکھا ہے، پس ہم اپنی زبانوں کو بھی ان سے آلودہ نہ کریں''۔

ان جنگوں میں اگر کوئی فریق خطا پر بھی تھا تو یہ خطا اجتہادی تھی، جو کہ عنداللہ قابلِ مؤاخذہ تو کیا ہوتی بلکہ ازروئے حدیث مجتہد مخطی کو خطاء اجتہادی پر بھی اجر ملتا ہے، کیونکہ اس نے حق تک پہنچنے کی کوشش کی، اور جو اس کی سمجھ میں آیا اس نے وہ اختیار کیا، اور اسی کا وہ عنداللہ مسئول ومکلّف تھا، گویا کہ غلطی اس کے دماغ نے کی ہے (باوجود کوشش کے وہ صحیح نتیجہ تک نہ پہنچ سکا) دل نے نہیں کی، اس کے عمل میں بدنیتی ونفسانیت کا دخل نہیں۔

عن عمرو بن العاص، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :إذا حكم الحاكم فاجتهد ثم أصاب فله أجران، وإذا حكم فاجتهد ثم أخطأ فله أجر(بخاری، رقم الحدیث ، ۷۳۵۲)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فِیُ هٰـذِهِ الـدُّنُیَـا حَسَنَةٌ ...... فی ہٰذہ الدنیا کی دو تفسیریں منقول ہیں، ایک کی رُو سے یہ کلمات سابق کلمے ''احسنوا'' سے متعلق ہیں، اس صورت میں معنیٰ یہ ہوگا کہ جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی، تو ان کو آخرت میں ''حسنۃ'' یعنی بھلائی، جزاء، انعام واکرام، جنت ملے گی، اور دوسری تفسیر کی رو سے ''فی ہٰذہ الدنیا'' کا تعلق آئندہ کلمے ''حسنۃ'' کے ساتھ ہے، اس صورت میں ''للذین احسنوا'' الگ ہوگا، اور ''فی ہٰذہ الدنیا حسنۃ'' پورا ایک کلمہ ہوکر اس پر مرتب ہوگا، اور مطلب یہ ہوگا کہ جنہوں نے بھلائی کی، حسنِ عمل کیا، ان کو اس دنیا میں ہی اللہ کی طرف سے ''حسنۃ'' یعنی اچھا نتیجہ، اچھا بدلہ، عمدہ جزا ملے گی (اور آخرت میں تو بہر حال ملے گا ہی)

یہ عمدہ جزاء، اچھا نتیجہ دنیا میں کیا ہے؟

مثلاً سکون واطمینانِ قلب، جو تقویٰ ودینداری کا نقد وفوری ثمرہ ہے، اور ہر مومن صالح کو عطا ہوتا ہے، اس کے علاوہ نیک نامی، لوگوں کے دل ونگاہ، میں عزت واحترام، جان ومال، اہل وعیال، اسباب ومتعلقات میں خیر وبرکت، امن وعافیت وغیرہ۔

لَهُمُ فِیُهَا مَا یَشَآءُ وُنَ ...... ان اہلِ ایمان کے لئے اس جنت میں ہر وہ چیز ملے گی، جو وہ چاہیں گے، جس کی ان کو طلب وتقاضہ ہوگا، یہ مفہوم مزید وضاحت کے ساتھ اس آیت میں بھی مذکور ہے:

''**نَـحُنُ أَوُلِیَاؤُکُمُ فِی الُحَیَاةِ الدُّنُیَا وَفِی الُآخِرَةِ وَلَکُمُ فِیهَا مَا تَشُتَهِی أَنُفُسُکُمُ وَلَکُمُ فِیهَا مَا تَدَّعُون نُزُلًا مِنُ غَفُورٍ رَحِیمٍ**(سورة فصلت، رقم الآیات ۳۱ و ۳۲)

جس پر تفصیلی بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ [1]

---

[1] نَـحُنُ أَوُلِیَـاؤُکُـمُ فِی الُحَیَاةِ الدُّنُیَا وَفِی الُآخِرَةِ وَلَکُمُ فِیهَا مَا تَشُتَهِی أَنُفُسُکُمُ وَلَکُمُ فِیهَا مَا تَدَّعُون نُزُلًا مِنُ غَفُورٍ رَحِیمٍ(سورة فصلت، رقم الآیات ۳۱ و ۳۲)

ترجمہ: ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمہارے لیے ہر چیز موجود ہے جس کو تمہارا دل چاہے اور تم جس چیز کی وہاں طلب کروگے، ملے گا، (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔

اس آیت کے تحت یہ ذکر ہوا تھا کہ جنت کی نعمتوں میں دو صفات ہوں گی ایک یہ کہ وہ کبھی فنا اور ختم نہ ہوں گی، دوسری یہ کہ جنتی کے ارادہ اور خواہش سے ان کو وجود ملے گا۔ ملاحظہ ہو قسط نمبر ۱۸، شمارہ مارچ 2014ء۔

(وَلَکُمُ فِیها)ای فی الجنه (ما تَشُتَهِی أَنُفُسُکُمُ)من اللذات والکرامات (وَلَکُمُ فِیها ما تَدَّعُونَ)ای ما تتمنون من الدعاء بمعنی الطلب وهو أعم من الاول، (نُزُلًا) کائنا (مِنُ غَفُورٍ رَحِیمٍ)نزلا حال من ما تدّعون وفیه اشعار بان ما یتمنون بالنسبة الی ما یعطون مما لا یخطر ببالهم کالنزل للضیف اخرج البزار وابن ابی الدنیا والبیهقی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اَلَّـذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ ...... سابق آیات میں اہل کفر کے تذکرے میں ان کی موت کے وقت کا حال ذکر ہوا ہے، وہاں **الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ بَلٰى إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ** آیا ہے کہ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (کفر وشرک اور فسق و فجور کرکے) جب ان کی روح فرشتے قبض کریں گے تو برا حال ہوگا، یہاں مقابلے میں اہلِ ایمان کی وفات کے وقت کے حال میں ''طیبین'' ذکر فرمایا گیا ہے کہ جو کفر وشرک اور فسق وفجور سے پاک اور طیب ہوتے ہیں، ان کی روح جب فرشتے قبض کرتے ہیں، تو بڑی عزت واحترام اور آرام وراحت کے ساتھ قبض کرتے ہیں، اور ان کو سلام کہتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں، سلامتی کی دعا اور خوش خبری ان کو دیتے ہیں، اور دخولِ جنت کا سندیسہ وبشارت ان کو سناتے ہیں۔

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ ...... اصل دخولِ جنت کامل درجہ میں تو قیامت کے بعد ہی ہوگا، جب جزا وسزا اور حشر ونشر کے مراحل طے ہوجائیں گے، لیکن موت کے بعد کی زندگی جو برزخی زندگی کہلاتی ہے، دارِ آخرت کے لئے گویا کہ یہ برزخی مرحلہ ایک انتظار گاہ ہے، یہاں جزا وسزا، جزوی درجے میں اور اپنی ابتدائی صورتوں میں حاصل ہونا شروع ہوجاتی ہے، اسی وجہ سے حدیث میں قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ، یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا قرار دیا گیا ہے [۱]

روح کو اس مرحلہ میں عذاب وثواب کا ادراک واحساس کرایا جاتا ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انک لتنظر الى الطير فى الجنة فتشتهيه فيخر بين يديک مشويا (المظهرى)

۱ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا هِيَ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ (بحر الفوائد، ج ۱، ص ۲۲۲)

۲ برزخی زندگی میں روح کو جسم کے ساتھ کس قسم کا تعلق ہوتا ہے؟ اس کی حقیقت تو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں (یا وہ جو اس مرحلے میں داخل ہوجاتے ہیں) البتہ آج کی بعض ایجادات سے اس تعلق کی نوعیت مثال کے درجے میں اقرب الی الفہم ہوجاتی ہے، مثلاً ٹیلی کمیونیکیشن آلات، انٹرنیٹ، موبائل سسٹم، ذرا سامنے رکھے جائیں کہ کس طرح ایک پاور ہاؤس سے سگنلز بھیجے جاتے ہیں، اور یہ سگنلز بجلی کی رفتار سے لمحہ بھر میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک متعلقہ موبائل سیٹ کو موصول ہوکر، اپنی متعلقہ سرگرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں، اگر الیکٹریکل سسٹم، آج دنیا میں اتنا ایڈوانس ہوچکا ہے، کہ ایک کنٹرول روم اور پاور ہاؤس سے دنیا بھر میں لمحہ بہ لمحہ موبائل اور دیگر آلات، سے مواصلاتی نظام کے تحت رابطہ وتعلق قائم رہتا ہے، اور اسی تعلق کی وجہ سے وہ موبائل اور نیٹ کام کرتا ہے، تو اس طرح اگر روح ''علیین'' یا ''سجین'' میں ہو، اور جسمِ عنصری یا اس کے ذرات اس خاکدان ارضی کی وسعتوں میں، بحر وبر میں صحراء و بیاباں میں، جنگل ومیدان میں، منتشر ہوں، بکھرے ہوئے ہوں،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(روح جس شکل میں بھی ہو، خواہ اسے جسمِ مثالی کا قالب دیا جائے، یا اسی جسم عنصری اور اس کے اجزاء سے اس کا تعلق قائم کیا جائے) گویا کہ روح کو روحی درجہ میں دخولِ جنت عطا ہوگی۔ ۱

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ اور روح کا اپنے دنیوی جسم کے ان تمام یا بعض ذرات سے روحانی سگنلز کے ذریعہ تعلق ورابطہ ہو، اور اس تعلق ورابطہ کی وجہ سے، اس جسمِ عنصری، یا اس کے بکھرے ہوئے، اجزء کو عذاب وراحت کا احساس ہوتا ہو، اور اصل احساس وادراک کا سرچشمہ خود روح ہو، کامل اور اول درجے میں اس روح کو عذاب وثواب، راحت والم، کا احساس ہو، تو اس میں کیا اچھنبے کی بات ہے؟ بلکہ اسی تناظر میں یہ بھی تصور کیا جاسکتا ہے کہ روح جنت میں میں پہنچائی جائے، یا ٹھہرائی جائے، اور وہاں سے اس کا تعلق جسم کے اجزاء سے، مذکورہ طریقہ پر، قائم ہو، تو کچھ بعید نہیں، خصوصا میڈیکل سائنس میں "ڈی، این، اے" کی جدید تحقیق اور پیش رفت نے حیاتیات کے متعلق پرانے تصورات کی تو، بالکل کایا ہی پلٹ دی ہے، آج جینیٹک سائنس، میڈیکل سائنس کی مستقل شاخ بن چکی ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ کس طرح ایک ایک خلیہ کے اندر (جو ہر جاندار کی باڈی، اور جسم کی چھوٹی سی چھوٹی اکائی ہے) کتنا مربوط ومستحکم نظام ہے؟ یہ خلیہ اپنی ذات میں خود ایک جہاں ہے، جس کے اندر ایک متمدن اور ترقی یافتہ ترین سلطنت کے مختلف نظامات کی طرح بے شمار الگ الگ مستقل حیثیت کے حامل نظام ہیں، اسی خلیہ کے اندر وہ ڈی این اے محفوظ ہوتا ہے کہ جس کی کیمیاوی معلومات کو اگر قلم اور سیاہی سے مرتب کیا جائے، تو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جیسی ضخیم کتاب کی طرح کی کئی سو جلدوں میں یہ معلومات سمائیں گی، ایک ایک خلیہ کے ڈی این اے میں اس شخصیت کی شروع سے آخر تک اندرونی، بیرونی ظاہری وباطنی، ساری ہسٹری اور تاریخ محفوظ ہوتی ہے، انسان کا جسم فوت ہونے کے بعد منتشر ہوکر، جن ذرات میں تبدیل ہوگا، ان میں سے ہر ذرہ ایک یا کئی خلیوں ہی کا مجموعہ ہوتا ہے، اگر ایک خلیے سے بھی مرنے کے بعد روح کا تعلق جوڑا جائے، روح کے سگنلز علیین یا سجین سے نشر ہوکر، اس خلیے کو چارج کریں، اس میں ادراک واحساس پیدا کریں، تو روح کی کیفیات، عذاب یا ثواب کی اس کو پوری طرح محسوس ہوں گی، اسی تناظر میں اس حدیث کو بھی ملحوظ رکھا جائے کہ انسان کی ریڑھ کی ہڈی، کا خاص ریزہ اور جزو یا ذرہ جسے "عجب ذنب" کہتے ہیں، وہ فنا نہیں ہوتا، دوسری زندگی میں انسانی باڈی اسی ریڑھ کی ہڈی کی دمچی کے سیاہ نقطہ "عجب ذنب" کی بنیاد پر تشکیل پذیر ہوکر، انسان کا جسم دوبارہ وجود میں آجائے گا۔

أبيت ويبلى كل شيء من الإنسان، إلا عجب ذنبه، فيه يركب الخلق(بخارى، رقم الحديث ۴۸۱۴)

۱ حدیث میں شہداء کی ارواح کے بارے میں صراحت آچکی ہے کہ وہ سبز پرندوں کے پوٹوں میں داخل ہوکر جنت میں اڑتی پھرتی ہیں، اور جنت کی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔

أرواحهم فى جوف طير خضر، لها قناديل معلقة بالعرش، تسرح من الجنة حيث شاء ت، ثم تأوى إلى تلك القناديل، فاطلع إليهم ربهم اطلاعة(مسلم، رقم الحديث ۱۸۸۷ "۱۲۱")

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نظارۂ وطن محمد امجد حسین

......اور جانا ہمارا شاہ پور ڈیم پر

جمعرات 6 مارچ (2014ء) کو جناب مدیر صاحب اور چند دیگر احبابِ ادارہ یومیہ ضروری معمولاتِ ادارہ سمیٹ کر، دن گیارہ بجے تفریحی دورہ پر فتح جنگ کے لئے روانہ ہوئے، تعلیمی شعبہ میں شش ماہی امتحانات کی تکمیل ہو کر اس دن تعطیل تھی، فتح جنگ کے لئے ترنول سے کوہاٹ ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ سڑک مڑتی ہے، اس موڑ سے فتح جنگ کوئی 30 کلومیٹر کی مسافت پر ہے، (اندرونِ شہر، ادارہ غفران سے ترنول تک کا فاصلہ بھی 30 کلومیٹر بن گیا تھا، اس روٹ سے جو ہم نے ادارہ سے ترنول تک اختیار کیا)

فتح جنگ سے ایک دو کلومیٹر پہلے شاہ پور ڈیم کی طرف ایک چھوٹی سی بغلی سڑک چلی جاتی ہے، اس دن دھوپ تھی، اور بڑا خوشگوار موسم تھا، اس کھلے علاقے میں مناظر کی دلفریبی بہار کی آمد آمد کی خبر دے رہے تھے، بلکہ گُن گا رہے تھے، شاہ پور ڈیم والے راستے سے کچھ پہلے، بالکل لب سڑک، باغیچوں اور چمن زاروں پر مشتمل ایک کھلے دالان نما فوڈ پوائنٹ، پر ہم دوپہر کے کھانے کے لئے رُکے، یہاں ہر طرح کے کھانوں کے علاوہ تلی ہوئی، اور انگاروں پر بُھنی ہوئی مچھلی خصوصی آئٹم تھی، فوڈ پوائنٹ کے چمن زاروں کے پہلو میں ہی ایک چھوٹی سی بہت ہی خوبصورت مسجد ہوٹل کے حسن میں اضافہ کر رہی تھی، اور اس کے مالک کے صاحبِ ذوق ہونے کی بھی گواہی دے رہی تھی، کھانے کا آرڈر دینے کے بعد کھانا تیار ہونے کے وقفہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے اس مسجد میں ظہر کی نماز سے بھی فراغت حاصل کر لی۔

گھنٹہ بھر یہاں صَرف ہوگیا، کھانے کے بعد ہم شاہ پور ڈیم پر پہنچے، یہ مارگلہ کے پہاڑی سلسلہ کے بالکل دامن میں ایک چھوٹا، صاف شفاف، ڈیم ہے، یہاں رش اور بھیڑ، بھڑکّا نہ ہونے کی وجہ سے بڑی یکسوئی اور سکون ہے، سامنے مارگلہ کی پہاڑیوں کے ساتھ ساتھ ملٹری کے نوگو ایریا ہیں، ڈیم پر ہم نے گھنٹہ بھر گزارا، قدرتی مناظر اور پانی سے بڑی بشاشت، اور حظ حاصل ہوا۔

ڈیم کی طرف جانے والے راستے کے ساتھ ساتھ ''او جی ڈی سی ایل'' کی باؤنڈری وال ہے، شاید یہاں آس پاس گیس کی تلاش کے لئے وہ ڈرلنگ، زمینی سروے وغیرہ کرتے ہوں گے۔

Idara Ghufran

یہاں سے فارغ ہو کر ہم فتح جنگ شہر گئے، جہاں مولانا حکیم محمود الحسن صاحب کا مدرسہ البنات، دواخانہ اور غریب خانہ یا دولت کدہ ہے، مولانا محمود الحسن صاحب جامعہ اشرفیہ، لاہور کے فضلاء میں سے ہیں، اور ادارہ کے کئی احباب کے ہم سبق اور مفتی محمد رضوان صاحب کے شاگرد ہیں، ان کو پہلے سے اطلاع کی تھی، وہ ہماری آمد کے منتظر تھے، ان کے والد صاحب (جناب قاری بشیر صاحب) اسٹیٹ بینک کی مسجد کے امام رہے ہیں، اب ریٹائرڈ ہو چکے ہیں، مولانا محمود صاحب نے چائے اور دیگر لوازمات سے اعزاز و اکرام کیا، اپنے مدرسے کا معائنہ کرایا، خاص سوغات جو انہوں نے پیش کی وہ زمزم اور عجوہ کھجور تھی، کیونکہ مولانا محمود صاحب نے ماشاء اللہ اس گزرے ہوئے سال فریضہ حج ادا کیا تھا۔

یہاں سے ساڑھے چار بجے کے قریب ہم واپسی کے لئے پابہ رکاب ہوئے، یہاں فتح جنگ روڈ کے ساتھ ساتھ بعض ایلیٹ کلاس والوں کے وسیع رقبے اور فارم ہاؤسز ہیں، راولپنڈی کی لال حویلی کے بے تاج راجے کا فارم فریڈم ہاؤس کے نام سے ہے، اس میں بے سہارا لڑکیوں کے لئے دارالامان قائم ہے۔

کوٹ فتح خان

فتح جنگ شہر سے نکل کر آگے مین روڈ سے دائیں طرف ایک روڈ اندرونی مضافات، قصبات و دیہات کی طرف جاتی ہے، یہ سارا زرعی اور زرخیز علاقہ ہے، یہیں پر ایک مشہور تاریخی اور قدیم گاؤں کوٹ فتح خان ہے، کوٹ فتح خان میں دو سو سالہ قدیمی مسجد ہے، سرخ اینٹ کی بنی ہوئی بالکل قدیم رنگ ڈھنگ اور بناوٹ، سجاوٹ، وضع قطع کی حامل ہے۔

مسجد میں پانی، ہوا، اور منبر سے آواز کے پھیلنے کا پرانا نظام اپنی قدیم وضع پر ہی قائم ہے، قدیم طہارت خانے اور ان میں وہی پرانی طرز کے پیتل کے کوزے ہیں، مسجد کی دیکھ بھال اور انتظام عمدہ ہے، مسجد کے ساتھ قدیمی حویلی ہے، ایک دفعہ یہ مسجد بھی دیکھنے اس گاؤں میں جانا ہوا تھا۔

یہاں حویلی کے ایک دالان میں پوری دیکھ بھال اور حفاظت سے ایک قدیم مرسیڈیز طرز کی موٹر کار کھڑی تھی، جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ سو سال سے زیادہ قدامت کی حامل ہے، پاکستان میں ضیاء مرحوم کے دور تک مرسیڈیز کی کالی لمبی لمبی کاروں کا خوب رواج رہا، یہ اسی طرح کی کار تھی، لیکن لمبائی میں اس قریب العہد مرسیڈیز سے کہیں زیادہ لمبی چوڑی۔

بہرحال یہ مسجد تاریخی حیثیت کی حامل ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسجد کے منتظمین کا نسل درنسل طویل زمانے تک اسے اپنی اصل حیثیت اوراس وقت کی ثقافت پر قائم رکھنا، قابل قدر بات ہے، گویا کہ ماضی کی تاریخ کو کاغذ کی بجائے مسجد کے در وبام، منبر ومحراب، پر اپنی اصل وضع میں محفوظ رکھا ہے۔

واہ گارڈن

حسن ابدال سے ٹیکسلا آتے ہوئے، حسن ابدال سے نکل کر تھوڑے ہی فاصلے پر جی ٹی روڈ کے نیچے سے ایک نالہ گزر رہا ہے، اس نالے کے اوپر جی ٹی روڈ پر پل ہے، اس پل کو پار کرتے ہی دائیں طرف چھوٹی سی روڈ نیچے اتر کر اندر کو مڑتی ہے، اس روڈ پر فرلانگ بھر کے فاصلے پر ''واہ گارڈن'' ہے۔

جی ٹی روڈ کے نیچے سے گزرنے والا یہ نالا، واہ گارڈن سے ہی ہو کر آتا ہے، واہ گارڈن میں پانی کی بہت بڑی جھیل ہے، اور عہد مغلیہ کی یادگار اس جھیل کے علاوہ بھی گارڈن کی باؤنڈری دیوار کے ساتھ گارڈن کے داخلی حصے میں اس پانی کا بڑا ذخیرہ اور تالاب ہے، یہ پانی صاف ہے، بچے، بڑے اس پانی میں گرمیوں کے موسم میں خوب نہاتے ہیں۔

واہ گارڈن عہدِ مغلیہ کی نشانی ہے، غالبًا جہانگیر کے دور میں ابتدائی شکل میں بنا، پھر شاہجہان نے زیادہ وسیع پیمانے پر بنایا، لاہور کے شالامار باغ کی طرز کا بنا ہوا ہے، لیکن اس سے چھوٹا ہے، مغلیہ طرز تعمیرات کی خصوصیات اور امتیازات کا حامل ہے، بڑی پُر فضا جگہ ہے، یہاں کے باغ و بہار اور رونق وشادابی سے مرجھائے ہوئے دل باغ باغ ہو جاتے ہیں۔

حسن ابدال کا باغ و بہار خطہ

مغل سلاطین، وامراء کابل اور وسطی ایشیا جانے کے لئے لاہور سے جرنیلی سڑک پر پشاور جاتے ہوئے حسن ابدال میں پڑاؤ کرتے، اور اس پورے راستے میں حسن ابدال کو وہ سب سے خوبصورت پڑاؤ قرار دیتے، یہاں کے قدرتی مناظر، چشموں، ندی، نالوں اور ان میں شفاف میٹھے پانیوں، مارگلہ کے خوبصورت اور متوازن، دورویہ پہاڑی سلسلوں اور ان کے پہلو بہ پہلو اور دامن میں ہری بھری چراگاہوں اور سرسبز وشاداب میدانوں نے جہانگیر وشاہجہان کو مسحور کئے رکھا، چانچہ پہلے جہانگیر اور پھر شاہجہان نے واہ گارڈن نامی یہ خوبصورت باغ بسایا، جو آج تک ان کی یادگار کے طور پر قائم ہے، اور پُر رونق ہے۔

یہیں واہ کینٹ میں شیر شاہ سوری کا ایک یادگاری باغ بھی ہے، جس میں سیڑھیوں والا کنواں ہے، ویسے ہی

Idara Ghufran

کنواں جیسے قلعہ ''روہتاس'' (نزد دینہ و جہلم) میں بھی، شیر شاہ کی یادگار کے طور پر آج تک موجود ہے۔
کہتے ہیں کہ ان سیڑھیوں کے راستے لشکری بھی اور ان کے گھوڑے بھی نیچے تک جا کر کنویں کے ابلتے ہوئے چشمے یا سر چشمے سے سیراب ہوتے۔

واہ کے شیر شاہ سوری باغ میں آجکل سیکیورٹی وجوہات سے پبلک داخلہ بند ہے، کچھ سال پہلے تک یہاں لوگ تفریح کے لئے جاتے تھے۔

حسن ابدال میں سکھوں کا تاریخی گوردوارہ ''پنجہ صاحب'' تو شہرہ آفاق ہے، آج کل اپریل میں سکھوں کا سالانہ بیساکھی میلہ یہاں شروع ہے۔ لیکن آپ نہ جانا............سیکورٹی سخت ہے۔

Idara Ghufran

بسلسلہ: تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۵۱ھ: میں حضرت ابوالقاسم حسین بن حسن بن محمد اسدی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۲۴۷)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۵۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ حسن بن نصر بن محمد بن حسین بن محمد بن خمیس جہنی کعبی موصلی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۲۹۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۵۵ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن علی بن مسلم بن موسیٰ بن عمران قرشی یمنی زبیدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۳۱۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۶۱ھ: میں مشہور ومعروف بزرگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کا پورا نام ونسب اس طرح تھا، شیخ ابومحمد عبدالقادر بن ابوصالح عبداللہ بن جنکی دوست جیلی حنبلی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۴۵۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۶۲ھ: میں حضرت ابوشجاع عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن نصر بسطامی بلخی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۴۵۴)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۶۳ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن علی بن عبداللہ بن یاسر انصاری جیانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۵۱۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۶۶ھ: میں عباسی خلیفہ ابوالمظفر یوسف بن مقتفی لامراللہ محمد بن مستظہر بن مقتدی عباسی کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۴۱۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۶۶ھ: میں عباسی خلیفہ المستضیٔ بامراللہ ابومحمد حسن بن المستنجد باللہ یوسف بن مقتفی محمد بن مستظہر احمد بن مقتدی ہاشمی عباسی کی خلافت کے لئے بیعت ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۶۸)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۶۶ھ: میں حضرت ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر بن علی شیبانی مقدسی رازی ہمذانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۵۰۴)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۷۱ھ: میں حضرت ابومنصور محمد بن اسعد بن محمد بن حسین طوسی عطاری شافعی رحمہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۵۴۰)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۵۷۳ھ: میں حضرت ابوبکر عتیق بن عبدالعزیز بن علی بن صیلا حربی خباز رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۲۳)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۵۷۴ھ: میں حضرت ابورشید عبداللہ بن عمر بن عبداللہ بن عمر اصبہانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۰ ص ۵۷۶)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۵۷۶ھ: میں حضرت ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم اصبہانی جروانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۹)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۵۸۰ھ: میں حضرت ابوالوفاء محمود بن ابوالقاسم بن عمر بن حمکا اصبہانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۹۰)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۵۸۱ھ: میں حضرت ابومحمد عبدالحق بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حسین بن سعید ازدی اندلسی اشبیلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۹۹)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۵۸۳ھ: میں حضرت ابوالسعادات نصر اللہ بن شیخ مسند ابومنصور عبدالرحمٰن بن ابوغالب محمد بن عبدالواحد شیبانی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۳۳)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۵۸۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن حسن بن صدقہ حرانی بزاز سفار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۱۹۴)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۵۸۸ھ: میں حضرت ابوالمرہف نصر بن منصور بن حسن نمیری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۲۱۴)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۵۹۳ھ: میں حضرت ابوبکر عبداللہ بن منصور بن عمران بن ربیعہ ربعی واسطی ابن الباقلانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۲۴۸)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۵۹۶ھ: میں حضرت محی الدین ابوعلی عبدالرحیم بن علی بن حسن بن حسن بن احمد بن مفرج لخمی شامی عسقلانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۴۲)

☐......ماہِ ربیع الآخر ۵۹۷ھ: میں حضرت ابوشجاع محمد بن ابومحمد بن ابوالمعالی بن مقرون بغدادی لوزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۱ ص ۳۲۵)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقالات و مضامین

مولانا محمد ناصر

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (چھٹی و آخری قسط)

امام احمد بن حنبل نے جن حضرات سے روایت کی

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جن اہلِ علم سے روایت اور سماعت کی ہے، علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ان میں سے مندرجہ ذیل چند حضرات کے نام یہ بیان کیے ہیں۔

بشر بن مفضل، اسماعیل بن علیہ، سفیان بن عیینہ، جریر بن عبدالحمید، یحییٰ بن سعید قطان، ابوداؤد طیالسی، عبد اللہ بن نمیر، امام عبدالرزاق، علی بن عیاش حمصی، امام شافعی اور معتمر بن سلیمان اور دیگر کئی اہلِ علم۔ [1]

امام احمد بن حنبل سے جن حضرات نے روایت کی

جبکہ وہ اہلِ علم حضرات جنہوں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت اور سماعت کی ہے، علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ان میں سے مندرجہ ذیل چند حضرات کے نام یہ بیان کیے ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، اسود بن عامر شاذان، ابنِ مہدی، ابوولید، وکیع، یحییٰ بن آدم، یزید بن ہارون، قتیبہ، داؤد بن عمرو، خلف بن ہشام، احمد بن ابوحواری، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، حسین بن منصور، زیاد بن ایوب، دحیم، ابوقدامہ سرخسی، محمد بن رافع، محمد بن یحییٰ بن ابوسمینہ، ابوبکر اثرم، حرب کرمانی، شاہین بن سمیدع، میمونی، ابوقاسم بغوی، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے دونوں بیٹے عبداللہ اور صالح، اور آپ کے چچازاد بھائی حنبل بن اسحاق، اور دیگر کئی اہلِ علم۔ [2]

---

[1] فروی عن بشر بن المفضل وإسماعیل بن علیة وسفیان بن عیینة ,وجریر بن عبد الحمید ویحیی بن سعید القطان وأبی داود الطیالسی ,وعبد اللہ بن نمیر وعبد الرزاق وعلی بن عیاش الحمصی والشافعی وغندر، ومعتمر بن سلیمان وجماعة کثیرین (تقریب التهذیب للحافظ العسقلانی، ج ۱، ص ۷۲)

[2] روی عنه البخاری ومسلم وأبو داود والباقون مع البخاری أیضا بواسطة وأسود بن عامر شاذان وابن مهدی والشافعی وأبو الولید وعبد الرزاق ووکیع ,ویحیی بن آدم ویزید بن هارون وهم من شیوخه ,وقتیبة وداود بن عمرو وخلف بن هشام وهم أکبر منه ,وأحمد بن أبی الحواری ویحیی بن معین وعلی بن المدینی والحسین بن منصور وزیاد بن أیوب ودحیم وأبو قدامة السرخسی ومحمد بن رافع ومحمد بن یحیی بن أبی سمینة وهؤلاء من أقرانه ,وابناه عبد اللہ وصالح ,وتلامذته أبو بکر الأثرم وحرب الکرمانی وبقی بن مخلد وحنبل بن إسحاق وشاهین بن السمیدع والمیمونی وغیرهم، وآخر من حدث عنه أبو القاسم البغوی (تقریب التهذیب للحافظ العسقلانی، ج ۱، ص ۷۲ وص ۷۳)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی وفات

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی وفات خلیفہ متوکل کے دور میں ہوئی تھی، امام احمد بن حنبل کے چچازاد بھائی کا بیان ہے کہ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا، جبکہ آپ کی عمر ستتر سال تھی، یہ ربیع الاول کا مہینہ، جمعہ کا دن، اور ۲۴۱ھ کا سال تھا، آپ کی ولادت بھی بغداد میں ہی ہوئی تھی۔

آپ کو جمعہ کے دن ہی دفن کیا گیا، روایت ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی، آپ کے جنازہ کے بارے میں بعض حضرات کا کہنا تھا کہ امتِ محمدیہ میں اتنا بڑا جنازہ پہلے سُننے کو نہیں ملا، بلکہ ایسے بڑے بڑے جنازے پہلے بنی اسرائیل میں ہوا کرتے تھے۔ [1]

ابوزرعہ سے روایت ہے کہ جس جگہ امام صاحب رحمہ اللہ کا نمازِ جنازہ پڑھا گیا، اُس جگہ میں خلیفہ متوکل نے لوگوں کے کھڑے ہونے کی تعداد شمار کروائی، تو وہاں پانچ لاکھ سے زیادہ افراد کی جگہ تھی۔ [2]

امام احمد بن حنبل کے پڑوسی کا بیان ہے کہ جس دن امام صاحب موصوف کا انتقال ہوا، اُس دن مسلمانوں کے علاوہ یہودی، عیسائی اور مجوسی بھی غمزدہ تھے، اور اس دن ہزاروں یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں نے اسلام قبول کیا (تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، ج۵، ص۱۸۸)

اللہ تعالیٰ امام صاحب موصوف رحمہ اللہ پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

---

[1] أخبرنا الحسن بن أبي بكر قال :ذكر عبد الله بن إسحاق البغوي أن بنان بن أحمد القصباني أخبرهم أنه حضر جنازة أحمد بن حنبل مع من حضر، قال :فكانت الصفوف من الميدان إلى قنطرة ربع القطيعة، وحزر من حضرها من الرجال ثمانمائة ألف، ومن النساء ستين ألف امرأة .وكان دفنه يوم جمعة، قال :وصلى عليه محمد بن عبد الله بن طاهر. أخبرنا أبو منصور محمد بن عيسى بن عبد العزيز البزار -بهمذان -وعلي بن أبي علي البصري قالا :حدثنا أبو بكر محمد بن عبيد الله بن الشخير، حدثنا أبو بكر محمد بن أحمد النخاس -إملاء -قال :سمعت عبد الوهاب الوراق يقول :ما بلغنا أنه كان للمسلمين جمع أكثر منهم على جنازة أحمد بن حنبل إلا جنازة في بني إسرائيل .قال أبو بكر بن النخاس :فحدثت أبا جعفر بن فرح -صاحب التفسير -بقول عبد الوهاب فقال :صدق عبد الوهاب هذه جنازة كانت في بني إسرائيل (تاريخ بغداد للخطيب البغدادي، ج۵، ص۱۸۸)

[2] وقال ابن أبي حاتم سمعت أبا زرعة يقول بلغني أن المتوكل أمر أن يمسح الموضع الذي وقف عليه الناس حيث صلى على أحمد فبلغ مقام ألفي ألف وخمسمائة ألف. وعن الوركاني وهو رجل كان يسكن إلى جوار الإمام أحمد قال أسلم يوم مات أحمد من اليهود والنصارى والمجوس عشرون ألفا وفي لفظ عشرة آلاف (طبقات الشافعية الكبرىٰ للسبكي، ج۲، ص۳۵)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تذکرۂ اولیاء مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ (قسط۴)

(جن کا فیض شام وروم، مصر، حجاز اور عراق تک پھیلا)

(۹)...... مولوی عبد الرحمٰن شاہجہان پوری: اپنے زمانے میں فرح آباد اور شاہجہان پور میں مرجع خلائق بنے، ان علاقوں میں ان کا طریقہ، ان کا فیض، ان کی نسبت خوب پھیلی، بہت مخلوق نے استفادہ کیا، اور صلاح وفلاح پائی۔

فرح آباد کا نواب بھی آپ کی صحبت وملاقات کی آرزوئیں کرتا تھا، لیکن آپ اہل دنیا سے بہت بے رغبتی، رکھتے تھے، اس لئے نواب فرح آباد کی طرف کبھی التفات نہ کیا (شائد یہ دینی صلاح وفلاح کی بجائے، اغراضِ دنیوی کے لئے تعلق استوار کرنے کے متمنی ہوں گے، اہل اللہ کے نزدیک ایسے اغراضِ فاسدہ والے کب، باریاب وکامیاب ہوسکتے ہیں؟ ایسوں کی تو دنیا دار رسمی پیروں کے ہاں خوب دال گلتی ہے) آپ سے فیض یافتہ حضرات کی نسبت بہت قوی ہوتی تھی، اور درست وصحیح کشف کے وہ حامل ہوتے تھے۔

(۱۰)...... میر طالب علی (المعروف مولوی عبد الغفار): یہ ترک وطن کرکے حرمین (حجاز) تشریف لے گئے تھے، ملک یمن کے علاقہ زبید (جہاں کے علامہ مرتضیٰ زبیدی قدیم زمانے میں شہرہ آفاق امام لغت ہوئے ہیں) میں ان کا فیض بہت پھیلا، یمن میں آپ قاضی بھی رہے۔

(۱۱)...... سید اسماعیل مدنی: شروع میں اصلاً مولانا خالد رومی سے بیعت ہوئے تھے، اور سلسلہ نقشبندیہ میں صاحبِ نسبت تھے، خواب میں رسول اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، اور آپ ﷺ کے حکم پر دلی آئے، اور حضرت شاہ صاحب (غلام علی رحمہ اللہ) سے اجازت وخلافت پائی۔

(۱۲)...... مرزا رحیم اللہ بیگ (محمد درویش عظیم آبادی): کسب وملازمت چھوڑ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، اجازت وخلافت پائی، نسبت باطنی میں رسوخ حاصل کیا، بلادِ ترکستان میں خواجہ نقش بند (حضرت بہاؤ الحق نقش بندی رحمہ اللہ بانی سلسلہ نقش بندیہ) کے مزار پر بھی پہنچے، سیاحت میں رہتے تھے، بہت سے اسلامی ممالک، امصار ودیار کی سیر وساحت کی، اور وہاں اصلاح وارشاد کا کام کیا،

Idara Ghufran

ترکی (روم) شام، حجاز، عراق، مراکش (مغرب) وسطی ایشیا (سمرقند و بخاریٰ) خراسان، (افغانستان، ایران) اور ہندوستان کی سیر و سیاحت میں رہتے تھے، فرماتے تھے کہ میں دنیا میں پھرا لیکن شاہ غلام علی صاحب جیسا شیخ کامل کوئی اور دیکھا نہیں۔ ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر تاباں را ورزیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام ولے تو چیزے دیگری

امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر کرنے پر بہت جری تھے، جن جن شہروں میں پہنچتے، حکام و امراء آپ کے معتقد ہوتے، لیکن ان کی غلط چیزوں پر نکیر و تنقید سے نہ چوکتے، اسی وجہ سے زیادہ کہیں نہ ٹھہر سکتے تھے، ان لوگوں سے مناسبت نہ ہو پاتی، بیزار ہو کر، علاقہ چھوڑ دیتے، ترکستان کا حاکم آپ کا معتقد ہو گیا، اس طرح ہرات کا والی مرزا کامران معتقد تھا، قہقند (وسطی ایشیا، ترکستان) کا بادشاہ آپ کا معتقد و مخلص تھا، شہر سبز کا حاکم بھی نیاز مند تھا، شافعی مذہب اختیار فرمایا تھا، شہر سبز کے حاکم نے ایک موضع آپ کے لئے وقف کر لیا تھا، وہیں آخر عمر میں قیام پذیر ہو گئے، شہر سبز کے حاکم کے مخالفین اور دشمنوں کے ہاتھوں شہادت کا جام پیا۔ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(۱۳)......حضرت اخوند شیر محمد رحمہ اللہ: حضرت کے متوسلین میں سے تھے، نسبت کے اخذ اور کسب کرنے کی اجازت ملی تھی، درس و تدریس کا مشغلہ رکھتے تھے، آخر عمر میں درس و تدریس چھوڑ دی تھی، تلاوت قرآن مجید، نماز کے سوا کوئی کام نہ تھا، آخر میں ہجرت کی نیت سے حرمین کے لئے روانہ ہوئے کہ راہ میں ہی وفات پا گئے۔

(۱۴)......مولانا محمد جان شیخِ حرم رحمہ اللہ: آپ حضرت شاہ صاحب کی بہت خدمت کرتے تھے، ریاضتوں اور مجاہدوں سے خوب گزرے، خواجہ قطب الدین کے مزار سے حضرت کے لئے گھڑے میں پانی لاتے تھے (وہاں کا پانی زود ہضم اور حضرت کو مفید تھا) حالانکہ خواجہ کا مزار وہاں سے سات کوس کے فاصلے پر تھا (کوس شاید دو تین کلومیٹر کے برابر ہوتا تھا)

آخر خلافت سے بہرہ ور ہونے کے بعد اجازت لے کر ہجرت کی، اور حرم شریف جا ٹھہرے، شروع میں مشکل حالات سے گزرے، پھر فتوحات کا دور ہوا، سلاطین و حکام آپ کی طرف رجوع کرنے لگے، ترکی کے مختلف علاقوں اور استنبول میں آپ کے خلفاء پھیل گئے تھے، سلطانِ ترکی کی والدہ بھی آپ کی معتقد تھی، سلطان کی طرف سے آپ کے لئے وظیفہ بھی مقرر تھا، 1266ھ میں فوت ہوئے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۱۵)......سید احمد کردی: بغداد میں مولانا خالد سے فیض حاصل کیا، پھر منامی بشارت پر دلی، آ کر حضرت شاہ صاحب سے براہِ راست کسب فیض کرتے ہوئے طریقۂ مجددیہ اخذ کیا۔

(۱۶)......سید عبداللہ مغربی: ان کا معاملہ بھی سید احمد کردی کی طرح ہے، پہلے مولانا خالد رومی سے کسبِ فیض حاصل کیا، پھر دلی آ کر حضرت شاہ صاحب سے فیض یاب ہوئے۔

(۱۷)......ملا پیر محمد: کسبِ فیض کر کے کامل ہوئے، کشمیر میں ان کا فیض خوب پھیلا۔

(۱۸)......ملا گل محمد: غزنی سے حاضر خدمت ہو کر نسبت اخذ کی، خلافت پائی، افغانستان میں ان کا فیض پھیلا، بعض ان کے خلفاء بھی وہاں ہوئے، حج کے لئے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔

(۱۹)......مولوی ہراتی: افغانی تھے، صاحبِ کرامت تھے، قندھار میں ان کا فیض پھیلا۔

(۲۰)......مولانا محمد عظیم: تہذیب و اخلاق میں ممتاز تھے، آخر عمر میں حرمین ہجرت کر لی تھی، وہیں وفات ہوئی۔

مولوی نور محمد: راہِ سلوک میں سخت مجاہدے اور ریاضتیں کیں، حضرت شاہ صاحب ان کو اپنے خاندان کے لئے قابلِ فخر سمجھتے تھے۔

(۲۱)...... مرزا مراد بیگ: زہد اور ترکِ دنیا میں کامل تھے، حضرت شاہ صاحب ان کو زہد میں کامل ہونے کی وجہ سے جنیدِ وقت کہتے تھے، لوگوں کو ان سے بڑی کیفیات حاصل ہوئیں۔

(۲۲)......مولوی محمد منور: مسجد اکبر آبادی کے امام تھے، بڑے قوی النسبت تھے۔

(۲۳)......میاں محمد اصغر: حضرت کی خانقاہ کا نظم و نسق ان کے ذمہ تھا، لوگوں کو ان کی توجہات سے بڑا فیض ملتا رہا، نسبت بڑی قوی تھی، خانقاہ میں ہی مدفون ہیں۔

(۲۴)......میر نقش علی: صاحب نسبت ہو کر لکھنو جا کر قیام کیا۔

(۲۵)......میاں یار محمد: تجارت پیشہ تھے، حضرت شاہ صاحب سے نسبت مجددی حاصل کی تھی، خانقاہ میں ہی مدفون ہوئے۔

(۲۶)......میاں رقم الدین: سلسلہ قادریہ بزرگوں میں سے تھے، پہلے طریقہ مجددیہ کے خلاف تھے، پشاور سے دلی میں حضرت کی خدمت میں جا کر حلقہ بگوش اور مرید ہوئے، حضرت سے اجازت پا کر واپس علاقے آ گئے تھے۔

Idara Ghufran

(۴۷)...... **محمد شیر خان:** افغان (پختون) علاقے سے آ کر فیض یاب ہوئے، اور نسبت پا کر واپس ہوئے۔

(۴۸)...... **شیخ جلیل الرحمٰن:** حضرت کے خاص خدام میں سے تھے، نسبت بڑی قوی تھی، حضرت کی ان پر خاص توجہ اور نظر تھی، دشمن کے ہاتھوں سے مقتول ہو کر شہادت پائی، جب ان پر تلوار کا وار ہوا، تو حضرت کے روبرو بیٹھے ہوئے تھے، حضرت کے قدموں میں گر کر شہادت پائی (پیچھے گزر چکا ہے کہ یہ ہندوستان میں طوائف الملوکی اور انتہائی بدامنی کا دور تھا، پھر اسی دوران 1857ء کا سانحہ بھی پیش آیا)

سر بوقتِ ذبح اپنا اس کے زیرِ پائے ہے　　　یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

(جاری ہے............)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پیارے بچو!

مولانا محمد ناصر

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ

پیارے بچو! اس سے پہلے ہم آپ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کچھ حالات اور اُن کے چند کارناموں کے واقعات سنا چکے ہیں۔

بچو! کیا آپ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ کون ہیں؟

ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بہت بیمار ہوگئے، اور انہیں محسوس ہوا کہ اب اُن کے فوت ہونے کا وقت قریب ہے، تو انہوں نے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا کہ مسلمانوں کا دوسرا خلیفہ کسے ہونا چاہئے؟

صحابہ کے مشورہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا دوسرا خلیفہ بنانے کا فیصلہ کرلیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں اسلام دنیا میں دُور دُور تک پھیل گیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلامی حکومت کے فوجی نظام پر بہت زیادہ توجہ دی، مدینہ، کوفہ، مصر، دمشق میں فوجی چھاؤنیاں بنائیں، بعض جگہوں پر قلعے تعمیر کرائے، فوجی افسروں اور سپاہیوں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا۔

فوجیوں کے بچوں کے وظیفے مقرر کیے، ملک کے مختلف حصوں میں سڑکیں اور پُل تعمیر کرائے، نہریں بنوائیں، اور علم کو پھیلانے کے لئے بڑے بڑے کام کیے۔

عرب میں اسلام تو پہلے ہی پھیل چکا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسلام ایران اور شام کے ملکوں تک پھیل گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہی مسلمانوں نے فلسطین میں رہنے والے اسلام کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کیا، فلسطین میں ہی بیت المقدس ہے۔

بیت المقدس اللہ کے ایک نبی حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کرایا تھا، اس وقت بیت المقدس عیسائیوں

Idara Ghufran

کے قبضے میں تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمان فوج کو بیت المقدس آزاد کرانے کے لئے روانہ کیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی عوام کے معاملہ میں بہت نرم دل تھے، عوام کا خیال اس طرح رکھتے تھے، جس طرح ایک باپ اپنی اولاد کا خیال رکھتا ہے، راتوں کو اُٹھ کر شہر کا گشت کرتے تھے اور عوام کی تکلیفوں کو دُور کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ساڑھے دس سال ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں بڑے بڑے کام کیے۔

ایک غیر مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز کے وقت خنجر سے زخمی کر دیا تھا، جس کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے ساتھ ہے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

بزمِ خواتین ابوصہیب

⌘ علم حاصل کرنے کی ضرورت (دوسری وآخری قسط)

معزز خواتین! علم حاصل کرنے ضرورت سے متعلق چند آیات واحادیث ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُوْنَ (سورة القصص، رقم الآية ۸۰)

ترجمہ: اور جن لوگوں کو علم عطا ہوا تھا، انہوں نے (ان حریصوں سے) کہا کہ تم پر افسوس ہے، اللہ کا (دیا ہوا) ثواب، اس شخص کے لئے (کہیں زیادہ) بہتر ہے، جو ایمان لائے، اور نیک عمل کرے، اور وہ انہی کو ملتا ہے، جو صبر کرنے والے ہیں (سورۂ قصص)

تشریح ......سورہ قصص کی ان آیات میں قارون (ایک بڑے مالدار) کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن وہ ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ لوگوں پر اپنی مالی حیثیت دکھانے کے لئے ساز وسامان کے ساتھ باہر نکلا، تو بعض دنیوی محبت اور مال کو بڑی چیز سمجھنے والوں کی رال ٹپکنے لگی، اور کہنے لگے کہ اے کاش! ہمارے پاس بھی اسی طرح کا مال ہوتا، جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے، بے شک وہ بڑے نصیب والا ہے، یعنی خوش قسمت اور لکی (Lucky) ہے، تو اس موقع پر اہلِ علم حضرات (جو دنیا اور مال کے فانی ہونے اور آخرت کے اجر وثواب کے باقی رہنے کا علم رکھتے تھے) نے ان لوگوں کو ان کی غلط فہمی پر آگاہ کیا، اور کہا کہ اس دنیوی مال و دولت اور کروفر کے مقابلے میں اخروی اجر وثواب اور آخرت کی نعمتیں ہزار درجہ بہتر ہیں، اور اخروی اجر و ثواب اور جنت کی لازوال نعمتیں، مال ودولت سے نہیں، بلکہ ایمان اور اعمالِ صالحہ سے حاصل ہوتی ہیں، لہٰذا حقیقت میں مال والا خوش قسمت نہیں ہے، بلکہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کرنے والا خوش قسمت ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم حاصل کرنا کتنا ضروری ہے کہ اسی علمِ دین کی وجہ سے آدمی کو اچھی و بری چیز اور فانی و پائیدار چیز کی پہچان ہوتی ہے، اور علم ہی کی وجہ سے آدمی کی سمجھ درست ہوتی ہے، اور علم ہی کی بنیاد پر آدمی کو اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ کونسی چیز حاصل کرنے والی ہے، اور کون سی چیز سے بچنا ہے، ورنہ علم نہ ہونے سے بعض اوقات آدمی ایسی چیز کو بہت بڑی دولت سمجھ لیتا ہے، جو درحقیقت کچھ نہیں ہوتی۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا

Idara Ghufran

يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورة الروم، رقم الآية ۵۶)

ترجمہ: جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا کیا گیا ہے، وہ یہ کہیں گے کہ اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر کے مطابق حشر کے دن تک (برزخ میں) پڑے رہے ہو، اب یہ ہی حشر کا دن ہے، لیکن تم لوگ یقین نہیں رکھتے تھے (سورۂ حشر)

تشریح...... اس سے پچھلی آیت میں اس کا بیان ہے کہ جس دن قیامت قائم ہوگی، اس دن مجرم لوگ قسمیں کھالیں گے کہ وہ عالم برزخ میں ایک لمحے سے زیادہ مدت نہیں رہے، ان کے جواب میں اہل ایمان واہل علم حضرات ان کی اس غلط فہمی کو دور کریں گے، اور کہیں گے کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، حقیقت میں تم عالم برزخ میں قیامت قائم ہونے تک پڑے رہے ہو، ایک لمحے کی بات نہیں، بلکہ صدیوں کی بات ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بروزِ قیامت بھی علم کی ضرورت پڑے گی، اور قیامت کے دن بھی علماء حضرات ہی بے علموں کو سمجھائیں گے، اور ان کی غلط فہمی دور کریں گے۔

اسی وجہ سے ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے کہ عالم اور غیر عالم برابر نہیں ہوسکتے، چنانچہ ارشاد ہے کہ:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورة الزمر، رقم الآية ۹)

ترجمہ: کہو کہ کیا وہ جو جانتے ہیں، اور جو نہیں جانتے، سب برابر ہیں؟ (سورۂ زمر)

تشریح...... یہ سورہ زمر کی ایک آیتِ کریمہ کا ایک ٹکڑا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اہلِ علم اور بے علم برابر نہیں ہوسکتے، ایک کو قرآنی آیات، احادیث اور مسائل واحکام کا علم ہے، دوسرے کو علم نہیں، کیسے برابر ہوسکتے ہیں؟

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوتُوْا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (سورة المجادلة، رقم الآية ۱۱)

ترجمہ: تم میں سے جو ایمان لائے ہیں، اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے، اللہ ان کو درجوں میں بلند کرے گا (سورۂ مجادلہ)

تشریح...... یہ سورہ مجادلہ کی ایک آیت کریمہ کا ایک ٹکڑا ہے، اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ ایمان درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے، پھر علم مزید درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم کو

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عام اہلِ ایمان کے مقابلے میں بھی اونچا درجہ حاصل ہے، اس سے اہل علم کی فضیلت معلوم ہوئی، اور جو چیز فضیلت والی ہو، یا امتیازی مقام دلوانے والی ہو، یا درجات کی بلندی کا ذریعہ ہو، اس کا ضروری ہونا واضح ہے، اس لئے کہ ہر بندہ امتیازی مرتبے اور درجات کی بلندی کا خواہشمند ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورة النمل، رقم الآية ۱۵)

ترجمہ: اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا، اور انہوں نے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے (سورۂ نمل)

تشریح ...... سورہ نمل کی اس آیت اور اس کے بعد والی چند آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دو جلیل القدر انبیاء یعنی حضرت داود اور ان کے بیٹے، حضرت سلیمان علیہما السلام کا تذکرہ فرمایا ہے، یہ دونوں باپ بیٹے نبی بھی تھے، اور بادشاہ بھی، خصوصاً حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت تو ایسی بے نظیر تھی کہ صرف انسانوں پر نہیں، بلکہ جنات اور جانوروں پر بھی حکمرانی تھی، ان سب عظیم الشان نعمتوں سے پہلے اللہ تعالیٰ کے علم کی نعمت کا ذکر فرمانے سے اس طرف اشارہ ہوگیا کہ علم کی نعمت دوسری تمام نعمتوں (جن میں بادشاہت اور حکمرانی، جنوں اور جانوروں کا ماتحت ہونا بھی شامل ہے) سے افضل اور بالاتر ہے۔

اب علم کی فضیلت سے متعلق چند احادیث ملاحظہ فرمالیں:

عَنْ قَيْسِ بْنِ كَثِيْرٍ، قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰی أَبِیْ الدَّرْدَاءِ، وَهُوَ بِدِمَشْقَ فَقَالَ: مَا أَقْدَمَکَ يَا أَخِیْ؟ فَقَالَ: حَدِيْثٌ بَلَغَنِیْ أَنَّکَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَمَا جِئْتَ لِحَاجَةٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَمَا قَدِمْتَ لِتِجَارَةٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: مَا جِئْتُ إِلَّا فِیْ طَلَبِ هٰذَا الْحَدِيْثِ. قَالَ: فَإِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ سَلَکَ طَرِيْقًا يَبْتَغِیْ فِيْهِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا إِلَی الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِی الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِی الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ، كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰی سَائِرِ الكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (سنن الترمذی، رقم الآیة ۲۶۸۲، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة)

ترجمہ: حضرت قیس بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب مدینہ منورہ سے دمشق میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ اے میرے بھائی! آپ کس غرض کے لئے تشریف لائے؟ توانہوں نے عرض کیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں (اس کو حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کیا آپ کسی ضرورت کی غرض سے نہیں آئے؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں، پھر حضرت ابودرداء نے پوچھا کیا آپ تجارت کی غرض سے نہیں آئے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں، میں تو صرف اس حدیث کی طلب میں آیا ہوں، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کسی راستے پر چلا، اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اسے جنت کے راستے پر چلائے گا، اور بے شک فرشتے علم حاصل کرنے والے شخص کی خوشنودی کی خاطر اپنے پر بچھاتے ہیں، اور بے شک عالم کے لئے آسمانوں اور زمین میں موجود ساری مخلوقات یہاں تک کہ پانی کے اندر موجود مچھلیاں بھی مغفرت کی دعاء کرتی ہیں، اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی فضیلت ستاروں پر، بے شک علماء انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کے وارث ہیں، بے شک انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) دینار و دِرہم کا وارث نہیں بناتے، وہ تو فقط علم کا وارث بناتے ہیں، پس جو علم حاصل کرے گا (انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی میراث سے) بڑا حصہ پائے گا (ترمذی)

تشریح ......اس حدیث سے علم حاصل کرنے کے متعدد فضائل معلوم ہوئے، اور علم کی طلب کے بارے میں اسلاف کی محنت وقربانی کا بھی اندازہ ہو کہ اس پرانے دور میں جب کئی طرح کی مشقتیں اٹھا کر لمبا سفر کر کے دوسری جگہ پہنچا جاتا تھا، ان صاحب نے مدینہ منورہ جو سعودی عرب میں ہے، وہاں سے دمشق کی طرف جو کہ ملکِ شام کا شہر ہے، سفر کیا، اور وہ سفر بھی فقط ایک حدیث حاصل کرنے کے لئے، علم کے

Idara Ghufran

حصول کے لئے ایسی ہی سچی طلب ہونی چاہئے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْماً عَلِمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَداً صَالِحاً تَرَكَهٗ وَمُصْحَفاً وَرَّثَهٗ أَوْ مَسْجِداً بَنَاهُ اَوْبَيْتاً لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْنَهْراً اَجْرَاهُ اَوْصَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ يَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ (سنن ابن ماجة، رقم الحديث ۲۴۲، باب ثواب معلم الناس الخير) [۱]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو اس کے جن نیک اعمال اور اچھائیوں کا ثواب اور نفع مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے، وہ یہ ہیں، ایک تو وہ علم ہے جو اس نے سیکھا اور آگے پھیلایا، اور وہ نیک اولاد جس کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا، اور قرآن مجید کا نسخہ جو اس نے اپنی میراث میں چھوڑا یا مسجد یا مسافر خانہ یا نہر (تالاب، کنواں جو اللہ کی مخلوق کی نفع رسانی کے لئے اپنی زندگی میں) وہ بنوا گیا، یا کوئی اور صدقہ جس کو اس نے اپنے مال میں سے اپنی صحت اور حیات کی حالت میں نکالا تھا (اور اللہ کی مخلوق کو بعد میں بھی اس سے نفع پہنچتا رہا) تو اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی اس کو پہنچتا رہے گا (ابن ماجہ)

تشریح......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم سیکھنا، اور آگے اس کو پھیلانا، انسان کے لیے صدقہ جاریہ بنتا ہے، اور ظاہر ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد ثواب جس عمل کے ذریعے پہنچتا رہے، وہ انتہائی مفید عمل ہے، پھر علم پھیلانے میں دوسروں کو علم سکھانا، علمی کتابیں لکھنا، علمی مضامین شائع کرنا، علمی کتابوں کے شائع کرنے میں مالی مدد کرنا، مسجد ومدرسہ میں قرآن مجید اور دینی کتب وقف کرنا وغیرہ، سب شامل ہے۔

ایک حدیث میں یوں ارشاد ہے کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَّتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ

[۱] شعب الایمان للبیهی، رقم الحدیث ۳۱۷۴، الاختیار فی صدقة التطوع، و ابن خزیمة، رقم الحدیث ۲۴۹۰، باب فضائل السوق لابناء السابلة و حفر الانهار للشارب)

قال المنذری: رواه ابن ماجه، واللفظ له و ابن خزیمة فی صحیحه، و البیهقی و اسناد ابن ماجة حسن، و الله اعلم (الترغیب والترهیب للمنذری، تحت رقم الحدیث ۴۲۳، ج ۱، ص ۱۲۱، الترغیب فی بناء المساجف فی الامکنة المحتاجة الیها)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمَهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ (ابن ماجة، رقم الحديث ۲۴۳، باب ثواب معلم الناس الخير) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان آدمی علم حاصل کرے، پھر اپنے مسلمان بھائی کو اس کی تعلیم دے (ابن ماجہ)

تشریح......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم کا سیکھنا اور آگے سکھانا افضل صدقہ ہے۔

دینی علم کے سکھانے میں یہ بھی داخل ہے کہ اپنی اولاد میں سے یا اپنے متعلقین میں سے کسی کو علم سکھا دیا جائے، یا کسی دینی مدرسے کے طالب علم کو اپنے خرچ سے قرآن مجید کا حافظ یا عالمِ دین بنا دیا جائے، پھر جب تک اس کے حفظ اور علم سے نفع پہنچتا رہے گا، اس شخص کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

مثلاً کسی کو حافظ بنایا تھا، اس نے چند لوگوں کو قرآنِ مجید پڑھا دیا، تو جب تک یہ لوگ قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے رہیں گے، اس پہلے پڑھانے والے اور حافظ وعالم بنوانے والے کو مستقل ثواب ملتا رہے گا۔

اور جب تک یہ سلسلہ آگے چلتا رہے گا، پہلے اور درمیان والے لوگوں کو درجہ بدرجہ ثواب ملتا رہے گا، خواہ یہ پہلے شخص کو ثواب پہنچائیں، یا نہ پہنچائیں۔

اسی طرح کسی کو عالم بنانے کا مسئلہ بھی ہے کہ جب تک کسی واسطے سے یا بلاواسطہ اس علم سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے گا، پہلے عالم بنانے والے کو ان سب کا ثواب ملتا رہے گا۔

غور کریں! علم سیکھنے اور سکھانے و پھیلانے کے اجر وثواب میں شریک ہونا، اور اپنے لئے صدقۂ جاریہ کی شکلیں اختیار کرنا کس قدر آسان ہے، اور علم حاصل کرنے کے کیا کیا فضائل ہیں، اس لئے خود عالم بننا خواہ مدرسے میں باقاعدہ داخل ہو کر یا گھر میں رہتے ہوئے عربی یا اردو زبان میں لکھی ہوئی، فضائل و مسائل اور احکام کی مستند کتب کا مطالعہ کر کے ہو، بہرحال کسی نہ کسی طرح، کسی نہ کسی درجے میں اس کی کوشش اور فکر کرنی چاہئے۔

اسی طرح اپنی اولاد یا متعلقین میں سے کسی کو عالم بننے کی ترغیب دینا، یا اس کا تعاون کر دینا، یا کسی مسجد و مدرسے میں قرآن، حدیث یا کوئی دینی کتاب وقف کر دینا، بھی علم پھیلانے کی شکل ہے، اس کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ الموفق۔

---

[1] قال المنذری: رواه ابن ماجة باسناد حسن من طريق الحسن ايضاً عن ابی هريرة (الترغيب و الترهيب تحت رقم الحديث ۱۲۰، كتاب الترغيب فی العلم و طلبه و تعلمه و تعليمه و ماجاء فی فضل)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لوگوں سے مستغنی اور بے پرواہ ہوکر رہنے کی تاکید

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم : اِسْتَغْنُوْا عَنِ النَّاسِ، وَلَوْ بِشَوْصِ سِوَاكٍ (مسند البزار، رقم الحديث ۵۰۸۰، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۲۲۵۷، شعب الايمان، رقم الحديث ۳۲۵۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں سے بے پرواہ رہو، اگرچہ مسواک کی دھوون سے ہی ہو (بزار، طبرانی، بیہقی)

اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ جو شخص عفت (وپاک دامنی) طلب کرتا ہے، اللہ اسے عفت (وپاک دامنی) عطاء فرماتا ہے، اور جو اللہ سے غناء (اور لوگوں سے بے پروائی) طلب کرتا ہے، اللہ اسے غناء (اور لوگوں سے بے پروائی) عطاء فرماتا ہے، اور جو شخص ہم سے کچھ مانگے اور ہمارے پاس موجود بھی ہو تو ہم اسے دے دیں گے (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۴۰۰)

پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے حاجت روائی کا سوال نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی تمام حاجتوں کا سوال کرنا چاہئے، اور دوسری حدیث میں عفت و پاکدامنی اور لوگوں سے مستغنی ہوکر رہنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے (کذا فی فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۸۴۱۳)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

لوگوں سے سوال کرنے کی ممانعت

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہمیں ان چیزوں پر بیعت کرتے ہوئے) فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت کروگے اوراس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے اور پانچوں نمازیں ادا کروگے اور اطاعت کروگے، اورآہستہ سے یہ بات فرمائی کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگوگے، پھر میں نے ان میں سے بعض آدمیوں کو دیکھا کہ ان میں سے کسی کا اگر چابک (سواری سے) گر جاتا تو وہ کسی سے (اٹھا کر دے دینے کا) سوال نہیں کرتا تھا (مسلم، رقم الحدیث ۱۰۴۳ ''۱۰۸''، ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۶۴۲، ابن ماجہ، رقم الحدیث ۲۸۶۷)

اورحضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز پر بیعت فرمایا کہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگوگے (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۷۸۳۲)

اورحضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کبھی (اونٹنی وغیرہ کی) لگام چھوٹ کر گر جاتی، تو آپ اپنی اونٹنی کے اگلے پاؤں پر ہاتھ مار کر اس کو بٹھاتے، اورخود لگام اٹھا لیتے، تو لوگ اُن سے عرض کرتے کہ آپ ہمیں کیوں نہیں حکم دیتے کہ ہم آپ کو لگام پکڑا دیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں (مسند احمد، رقم الحدیث ۶۵)

Idara Ghufran

سوال کرنا اور مانگنا تین طرح کے لوگوں کے لئے حلال ہے

حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ: يَا قَبِيْصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ، تَحَمَّلَ حَمَالَةً، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا، ثُمَّ يُمْسِکُ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اِجْتَاحَتْ مَالَهُ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ -أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ -وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْمَ ثَلَاثَةٌ مِّنْ ذَوِى الْحِجَا مِنْ قَوْمِهٖ: لَقَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ - أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ- فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَاقَبِيْصَةُ سُحْتًا يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا (مسلم، رقم الحديث ۱۰۴۴، باب من تحل له المسألة)

ترجمہ: (رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ اے قبیصہ! تین آدمیوں کے علاوہ کسی کے لیے سوال کرنا (اور مانگنا) جائز نہیں۔ ایک وہ آدمی جس نے اپنے اوپر بوجھ ڈالا ہو تو اس کے لیے اتنی رقم پوری کرنے تک سوال کرنا (اور مانگنا) جائز ہے پھر وہ سوال کرنے (اور مانگنے) سے رُک جائے۔ اور دوسرا وہ آدمی جس کے مال کو کسی آفت نے ختم کردیا ہو، تو اس کے لیے اپنے گزر بسر تک یا گزراوقات کے قابل ہونے تک سوال کرنا (اور مانگنا) جائز ہے۔ اور تیسرا وہ آدمی ہے جس کے تین دن فاقہ میں گزر جائیں اور اس کی قوم میں سے تین کامل عقل والے آدمی اس بات کی گواہی دیں کہ فلاں آدمی کو فاقہ پہنچا ہے، تو اس کے لیے بھی گزر بسر یا گزراوقات کے قابل ہونے تک سوال کرنا (اور مانگنا) جائز ہے، اے قبیصہ! ان تین (طرح کے لوگوں کے آدمیوں) علاوہ کا سوال کرکے (اور مانگ کر) کھانا حرام ہے (مسلم)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مانگنے کے عادی کی اللہ سے ملاقات کے وقت حالت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْأَلُ النَّاسَ، حَتّٰی یَأْتِیَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَیْسَ فِیْ وَجْہِہٖ مُزْعَۃُ لَحْمٍ (مسلم، رقم الحدیث ۱۰۴۰ "۱۰۴"، باب کراھۃ المسألۃ للناس)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ہمیشہ لوگوں سے مانگتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت کا دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا تَزَالُ الْمَسْأَلَۃُ بِأَحَدِکُمْ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ، وَلَیْسَ فِیْ وَجْہِہٖ مُزْعَۃُ لَحْمٍ (مسلم، رقم الحدیث ۱۰۴۰ "۱۰۳"، باب کراھۃ المسألۃ للناس)

ترجمہ: تم میں سے کوئی ایک ہمیشہ مانگتا رہے گا، یہاں تک کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مانگنے کے عادی شخص کی قیامت کے دن اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت بہت بُری حالت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

غریب کوحاصل شدہ مالِ زکاۃ کاامیرکواستعمال کرنا

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

اگرکسی امیر ومالدار شخص نے زکاۃ کی مَد سے کوئی دینی کتاب یاکوئی اور چیز غریب اورضرورت مند طالب علم کومالک بناکردے دی، توکیاکسی امیر ومالدار شخص کواس طالب علم کی اجازت سے اس کتاب یااس چیز سے استفادہ کرناجائز ہوگاکہ نہیں؟

ہم نے بعض علماء سے سنا ہے اوربعض کتابوں میں بھی پڑھا ہے کہ غریب کوزکاۃ میں جو چیز حاصل ہو، اس کا غریب کی اجازت ہونے کے باوجودبھی امیر ومالدار کواستعمال کرنا جائز نہیں ہوتا، تا آنکہ غریب وہ چیز امیر ومالدارکو مالک بناکرنہ دے دے۔

اگرمسئلہ اسی طرح ہو، توپھراس میں بڑی مشکلات پیداہوتی ہیں۔

آپ سے درخواست ہے کہ اگراس سلسلہ میں کوئی گنجائش پائی جاتی ہو، توازراہِ کرام مدلل انداز میں اس کی رہنمائی فراہم کردی جائے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

جو چیز کسی غریب کو مالکانہ طریقہ پر زکاۃ میں حاصل ہوئی، وہ اگر زکاۃ میں حاصل شدہ بعینہٖ یہ چیز کسی مالدار یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والے (یعنی ہاشمی) کو مالک بناکردے دے، مثلاً اس مالداریاہاشمی کووہ زکاۃ میں حاصل شدہ چیز ہبہ یاعطیہ کردے، یازکاۃ کامال امیر ومالدارکوفروخت کردے، یازکاۃ کے مال کے عوض میں امیر ومالدار سے کوئی چیزخرید لے، توان صورتوں میں امیر کے لئے اس چیز کا استعمال تملیک پائے جانے یامالک بنائے جانے کی وجہ سے جائز ہوتا ہے۔

اور جب زکاۃ کی مَد میں حاصل شدہ چیز میں غریب کوئی تصرف کرلے، مثلاً اس زکاۃ والی چیز کے عوض میں

Idara Ghufran

کسی چیز کی خرید وفروخت کرلے، تو اس کے بعد اس چیز کا غریب کی اجازت سے مالک بنے بغیر بھی امیر ومالدار اور ہاشمی کو استعمال کرنا جائز ہوتا ہے۔

اس مسئلہ میں مشائخِ حنفیہ کے دو قول اور ان کے نتائج

لیکن اگر غریب شخص نے زکاۃ کی مَد میں حاصل شدہ چیز میں کوئی تصرف نہیں کیا، اور وہ اسی طرح سے اس کے پاس موجود ہے، اور وہ یہ چیز کسی امیر ومالدار یا ہاشمی کو مباح کرے، یعنی مالک بنائے بغیر دے، مثلاً اگر کوئی کھانے کی چیز ہو، اور وہ مالدار یا ہاشمی کو مالک بنائے بغیر کھانے کے لئے دے، یا عاریت کے طور پر استعمال کرنے کے لئے دے، تو کیا مالدار یا ہاشمی کے لئے اس کا استعمال جائز ہوتا ہے یا نہیں؟

تو اس بارے میں مشائخِ حنفیہ کا اختلاف ہے۔

چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ:

اَلْغَنِیُّ إِذَا أَكَلَ مِمَّا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى الْفَقِيْرِ إِنْ أَبَاحَ الْفَقِيْرُ فَفِيْ حِلِّ التَّنَاوُلِ اِخْتِلَافٌ بَيْنَ الْمَشَايِخِ، وَإِنْ مَلَّكَهُ الْفَقِيْرُ الْغَنِيَّ لَا بَأْسَ بِهٖ (الفتاوى الهندية، ج۵، ص ۳۴۰، كتاب الكراهية، الباب الحادى عشر فى الكراهة فى الأكل وما يتصل به)

ترجمہ: مالدار شخص جب اس چیز میں سے کھائے، جو غریب کو صدقہ کی گئی ہے، اگر غریب (اس مالدار کے لئے) مباح کرے (مالک نہ بنائے) تو اس کے استعمال کرنے (اور کھانے) کے حلال ہونے میں مشائخ کے درمیان اختلاف ہے، اور اگر اس چیز کا غریب، مالدار کو مالک بنادے، تو (پھر استعمال کرنے اور کھانے میں) کوئی حرج نہیں (ہندیہ)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر زکاۃ وصدقہ کی مَد میں غریب کو حاصل شدہ مال کا وہ غریب کسی امیر ومالدار یا ہاشمی کو مالک نہ بنائے، بلکہ اس کے لئے مباح کرے، تو اس کے جواز وعدمِ جواز میں مشائخ کے مابین اختلاف ہے، بعض مشائخ اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں، اور بعض جائز قرار دیتے ہیں۔

ناجائز قرار دینے والے مشائخ حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ بعض احادیث میں ہدیہ کے طور پر استعمال کے جواز اور اس کی علت کا ذکر ملتا ہے، اور ہدیہ میں مالک بننا پایا جاتا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ امیر ومالدار یا ہاشمی کے لئے غریب کو زکاۃ میں حاصل شدہ مال کا مالک بن کر تو استعمال کرنا جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ملکیت تبدیل ہونے سے عین تبدیل ہو جاتی ہے، اور اس کے زکاۃ وصدقہ کا مال ہونے کی حیثیت زائل وختم ہو جاتی ہے، اور مالک بنے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس صورت میں ملکیت تبدیل نہ ہونے سے عین تبدیل نہیں ہوتی، اور اس کے زکاۃ وصدقہ کا مال ہونے کی حیثیت زائل وختم نہیں ہوتی۔

پس اس قول کی رُو سے تو صورتِ مسئولہ میں غریب طالب علم کو زکاۃ کی مَد میں حاصل شدہ کتاب کا اس طالب علم کی اجازت سے امیر ومالدار بلکہ ہاشمی وسید کو بھی مطالعہ کرنا جائز نہیں۔

جبکہ بعض مشائخِ حنفیہ مالک بنانے کے ساتھ ساتھ مباح کرنے کی صورت میں بھی اس چیز کے مالدار اور ہاشمی کے استعمال کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

جائز قرار دینے والے مشائخ حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ بعض روایات میں مالک بنے بغیر بھی اباحت کے طور پر امیر ومالدار یا ہاشمی کے لئے استعمال کے جائز ہونے کا ذکر ملتا ہے، اور جب زکاۃ کا مال غریب کو دیا جائے، تو وہ معطی (یعنی دینے والے) کی مِلک سے نکل جاتا ہے، اور اسی وجہ سے معطی (یعنی دینے والے) کو وہ مال غریب سے خوش دلی کے بغیر جبراً واپس لینا یا اس میں کوئی تصرف کرنا جائز نہیں ہوتا، جو کہ ملکیت تبدیل ہونے کی دلیل ہے، اور معطیٰ لہٗ (یعنی جس کو دیا گیا، اس) کی ملکیت میں کوئی خُبث وخرابی نہیں پائی جاتی، لہٰذا غریب وہ زکاۃ کا مال جس کو مباح کرے، اس کے لئے بھی کوئی خُبث وخرابی نہیں ہوگی۔

پس اس قول کی رُو سے صورتِ مسئولہ میں غریب طالب علم کو زکاۃ کی مَد میں حاصل شدہ کتاب کا اس طالب علم کی اجازت سے امیر ومالدار بلکہ ہاشمی وسید کو بھی مطالعہ کرنا جائز ہے۔

اور اگرچہ پہلے قول میں زیادہ احتیاط ملحوظ ہے، اور بعض مشائخِ حنفیہ نے اس قول کو راجح بھی قرار دیا ہے، اور کئی اردو کتابوں میں اسی قول کے مطابق حکم بیان کیا گیا ہے، اس لئے اگر کوئی اس قول پر عمل کرے، تو اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ اس میں زیادہ احتیاط پائی جاتی ہے۔ [1]

لیکن چونکہ دلائل کے لحاظ سے دوسرا قول بھی بہت وزنی ہے، اور اس دوسرے قول پر عمل کرنے میں کئی قسم

---

[1] وللغنى أن يشترى الصدقة الواجبة من الفقير ويأكلها، وكذا لو وهبها له علم أن تبدل الملك كتبدل العين فلو أباحها له، ولم يملكها منه ذكر أبو المعين النسفى أنه لا يحل تناوله للغنى وقال خواهر زاده يحل كذا فى الفوائد التاجية والذى يظهر ترجيح الأول، لأن الإباحة لو كانت كافية لما قال -عليه الصلاة والسلام -فى واقعة بريرة هو لها صدقة ولنا هدية كما لا يخفى إلا أن يقال بالفرق بين الهاشمى والغنى. وإن قيل به فصحيح لما تقدم أن الشبهة فى حق الهاشمى كالحقيقة بدليل منع الهاشمى من العمالة بخلاف الغنى (البحر الرائق، ج۲، ص ۲۶۴، كتاب الزكاة، باب المصرف)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کی معاشرتی مشکلات اور پیچیدگیوں سے نجات حاصل ہوجاتی ہے، اور اس کے برعکس پہلے قول میں کئی قسم کی مشکلات اور پیچیدگیاں پائی جاتی ہیں، اس لئے ہمارے نزدیک دوسرے قول پر عمل کر لینے کی بھی گنجائش ہے۔

ذیل میں اس مسئلہ کی کچھ دلائل کے ساتھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

اس مسئلہ سے متعلق احادیث وروایات

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّيْ كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلٰى أُمِّيْ بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ، قَالَ: وَجَبَ أَجْرُكِ، وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ٦٦٧، باب ما جاء فی المتصدق یرث صدقتہ)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی والدہ کو ایک باندی صدقہ کی تھی، اور وہ میری والدہ فوت ہو چکی ہیں (جس کے نتیجہ میں وہ باندی میراث کے طور پر لوٹ کر پھر میری طرف آ گئی ہے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کو ثواب مل چکا، اور اس کو آپ کی طرف میراث نے لوٹایا ہے (ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جب وہ صدقہ یا عطیہ کی ہوئی باندی بطور میراث کے آپ کی طرف آئی ہے، تو یہ ایک جدید اور الگ ملکیت ہے، جس کا پہلی ملکیت سے تعلق نہیں، لہٰذا آپ کا پہلا اجر وثواب بھی ضائع نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی چیز دوسرے کو صدقہ یا ہبہ وعطیہ کر دی جائے یا زکاۃ میں دے دی جائے، اور پھر وہی چیز کسی دوسرے جائز طریقہ پر صدقہ کرنے یا زکاۃ دینے والے شخص کی ملکیت میں پہنچے، تو وہ چیز اس شخص کے لئے حلال ہوتی ہے، اور اس کے لئے اس چیز کا استعمال جائز ہوتا ہے۔

نیز کئی احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے زکاۃ وصدقات کو نہیں لیتے تھے، اور آپ نے اس کو لوگوں کا میل کچیل قرار دے کر اپنے اور اپنی آل کے لئے ناجائز فرمایا تھا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِ سَأَلَ عَنْهُ، فَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، أَكَلَ، وَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ، قَالَ: كُلُوا، وَلَمْ يَأْكُلْ (مسند احمد، رقم الحديث ۸۰۴) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علی وسلم کے پاس جب اپنے گھر والوں کے علاوہ کسی اور جگہ سے کھانا آتا تھا، تو اس کے بارے میں معلوم فرماتے تھے، اگر آپ کو کہا جاتا تھا کہ یہ ہدیہ ہے، تو آپ کھا لیا کرتے تھے، اور اگر کہا جاتا تھا کہ یہ صدقہ ہے، تو آپ فرماتے تھے کہ تم کھالو اور آپ اس کو (خود) نہیں کھایا کرتے تھے (مسند احمد)

اس قسم کی احادیث کے پیشِ نظر فقہائے کرام کا کہنا یہ ہے کہ عام حالات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان (یعنی ہاشمی) کے لئے زکاۃ اور واجب صدقات کا لینا جائز نہیں، جس طرح سے کہ مالدار کو زکاۃ وغیرہ کا لینا جائز نہیں۔

البتہ جب ملکیت تبدیل ہو جائے، تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت مروی ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ، فَقَالَ: هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ (بخاری، رقم الحديث ۱۴۹۵، باب إذا تحولت الصدقة)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا، جو حضرت بریرہ کو صدقہ کیا گیا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ حضرت بریرہ کے لئے صدقہ ہے، اور ہمارے لئے ہدیہ ہے (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ اس مال کے صدقہ ہونے کا حکم اس وقت تھا، جب وہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوا تھا، اور ان کے مالک بننے کے بعد اب ہمارے لئے وہ صدقہ نہ ہوگا، بلکہ ہدیہ ہوگا، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِّنْ أُدْمِ الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ؟ فَقَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ، وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ (سنن النسائی، رقم الحدیث ۳۴۴۷، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۴۵۲) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور اس وقت ہانڈی میں گوشت پک رہا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹی اور گھر کے سالنوں میں سے کوئی سالن پیش کیا گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں ہانڈی میں گوشت نہیں دیکھ رہا؟ (تم وہ گوشت مجھے کیوں نہیں پیش کرتے) تو اہلِ خانہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ بات تو ٹھیک ہے، مگر یہ گوشت حضرت بریرہ کو صدقہ کیا گیا ہے، اور آپ صدقہ تناول نہیں فرماتے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ حضرت بریرہ پر صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے (صدقہ نہیں) (نسائی)

علامہ عینی، بخاری کی شرح میں، بخاری کے متعلقہ باب اور مذکورہ بالا حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

(بَابٌ إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ) أَيْ هٰذَا بَابٌ يُذْكَرُ فِيْهِ إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ يَعْنِيْ: إِذَا خَرَجَتْ مِنْ كَوْنِهَا صَدَقَةً بِأَنْ دَخَلَتْ فِيْ مِلْكِ الْمُتَصَدِّقِ بِهٖ عَلَيْهِ، وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ ذَرٍّ: إِذَا حَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ، عَلٰى بِنَاءِ الْمَجْهُوْلِ، وَجَوَابُ: إِذَا، مَحْذُوْفٌ تَقْدِيْرُهٗ: إِذَا حَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ يَجُوْزُ لِلْهَاشِمِيِّ تَنَاوُلُهَا ...... قَوْلُهٗ: (هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ) قَدْ لَفْظُ (عَلَيْهَا) لِيُفِيْدَ الْحَصْرَ أَيْ: عَلَيْهَا صَدَقَةٌ لَا عَلَيْنَا، وَحَاصِلُهٗ أَنَّهَا إِذَا قَبَضَهَا الْمُتَصَدِّقُ زَالَ عَنْهَا وَصْفُ الصَّدَقَةِ وَحُكْمُهَا، فَيَجُوْزُ لِلْغَنِيِّ شِرَاهَا لِلْفَقِيْرِ، وَلِلْهَاشِمِيِّ أَكْلُهٗ مِنْهَا (عمدة القاری، ج۹، ص ۹۱ و ۹۲، باب إذا تحولت الصدقة، ملخصاً)

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: اسناده صحیح علی شرط الشیخین (حاشیة مسند احمد)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: یہ باب ہے صدقہ کے بدل جانے کا، جس میں یہ بات ذکر کی جارہی ہے کہ جب صدقہ بدل جائے، یعنی وہ صدقہ ہونے کے حکم سے نکل جائے، اس طرح پر کہ اس شخص کی ملکیت میں داخل ہوجائے، جس شخص پر کہ صدقہ کیا گیا ہے، اور ابوذر کی روایت میں ہے کہ جب صدقہ بدل دیا جائے مجہول کے صیغہ کے ساتھ، اور''اذا'' کا جواب محذوف ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب صدقہ بدل جائے تو ہاشمی کے لئے اس کا تناول (واستعمال) کرنا جائز ہے...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ وہ بریرہ پر صدقہ ہے، اس لفظ سے یہ فائدہ حاصل ہورہا ہے کہ وہ بریرہ پر صدقہ ہے، نہ کہ ہمارے پر صدقہ ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ جب صدقہ حاصل کرنے والا اس مال پر (مالکانہ) قبضہ کرلے، تو اس (مالکانہ قبضہ کرنے) سے صدقہ کا وصف اور اس کا حکم زائل ہوجاتا ہے، پھر امیر و مالدار کے لئے غریب سے اس کو خریدنا جائز ہوتا ہے، اور ہاشمی کو (غریب کی اجازت سے) اس کا کھانا جائز ہوتا ہے (عمدۃ القاری)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جب زکاۃ یا صدقہ کے مال پر غریب کا مالکانہ جائز قبضہ ہوجائے، تو اس مال کے زکاۃ یا صدقہ ہونے کا حکم اور وصف زائل وختم ہوجاتا ہے، اور اسی وجہ سے اس مال کا ہاشمی اور مالدار کو کھانا جائز ہوجاتا ہے، خواہ وہ مالک بن کر کھائے یا غریب کی اجازت سے مالک بنے بغیر کھائے۔

اور علامہ ابنِ بطال، بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

وقد أخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لحم بریرۃ أنہ إذا کانت الجھۃ التی یأخذ بھا الإنسان غیر جھۃ الصدقۃ جاز ذلک، ومن ملکھا بمالہ لم یأخذھا من جھۃ الصدقۃ (شرح صحیح البخاری لابن بطال، ج۳ص۵۳۸، کتاب الزکاۃ، باب ھل یشتری الرجل صدقتہ؟)

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ کے گوشت کے متعلق یہ بات بتلادی کہ جب اس (زکاۃ وصدقہ) کو کوئی (مالدار یا ہاشمی) انسان، صدقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ سے حاصل کرے، تو اس کے لئے جائز ہے، اور جو اس کا اپنے مال کے عوض میں (خرید وفروخت کے طور پر) مالک ہو، تو وہ صدقہ کے طور پر لینے والا شمار نہیں ہوتا (ابنِ بطال)

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ جب غریب کی طرف سے ہاشمی یا مالدار کو کوئی چیز زکاۃ یا صدقہ کے علاوہ

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کسی اور طریقہ سے حاصل ہو، تو اس کے لئے لینا جائز ہے، خواہ مالکانہ طریقہ پر حاصل ہو یا اباحت کے طور پر، کیونکہ مالدار اور ہاشمی کو ممانعت زکاۃ وصدقہ کی ہے، قطع نظر اس سے کہ غریب کے پاس وہ مال زکاۃ وصدقہ لینے کے سبب سے آیا ہو یا کسی اور سبب سے۔

اور علامہ قسطلانی، بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

باب إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ هذا (باب) بالتنوين (إذا تحولت الصدقة) أى عن كونها صدقة بأن دخلت فى ملك المتصدق عليه يجوز تناول الهاشمى لها، ولأبى ذر :إذا حولت بضم الحاء وحذف التاء مبنيًا للمفعول (إرشاد السارى لشرح صحيح البخارى،للقسطلانى، ج۳ص۷۷، كتاب الزكاة، باب اذا تحولت الصدقة)

ترجمہ: یہ باب ہے صدقہ کے بدل جانے کا، جب صدقہ بدل جائے، یعنی جب صدقہ ہونے سے نکل جائے ، اس طور پر کہ جس کو صدقہ کیا گیا ہے، اس کی ملکیت میں داخل ہوجائے، تو ہاشمی کو اس کا تناول کرنا جائز ہوتا ہے (ارشادالساری)

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ جب زکاۃ وصدقہ کا مال غریب کی ملکیت میں داخل ہوجائے، تو وہ زکاۃ وصدقہ کے حکم سے نکل جاتا ہے، اور پھر غریب کی رضا واجازت سے اس کا مالدار یا ہاشمی کو مالک بننا اور مالک بنے بغیر تناول واستعمال کرنا جائز ہوتا ہے۔

حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ امْـرَأَةً أَهْـدَتْ لَهَا رِجْلَ شَاةٍ تُصُدِّقَ عَلَيْهَا بِهَا "فَـأَمَـرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَقْبَلَهَا (مسند أحمد، رقم الحديث ۲۶۶۲۸) [1]

ترجمہ: ایک عورت نے حضرت امِ سلمہ کو بکری کی ران ہدیہ کی، جو اس عورت کو صدقہ میں حاصل ہوئی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (یعنی حضرت ام سلمہ) اس کو قبول کرلیں (مسند احمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غریب کو کوئی چیز زکاۃ یا صدقہ میں حاصل ہو، اور پھر وہ غریب یہ چیز کسی

[1] فى حاشية مسند احمد: إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مالدار وغیرہ کو ہدیہ کرے، تو مالدار کو اس کا لینا اور استعمال کرنا سب جائز ہے۔

حضرت امِّ عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَ :هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ :لاَ إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ إِلَيْنَا نُسَيْبَةُ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتَ بِهَا مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ :إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا (بخاری ،رقم الحديث ۱۴۹۴،باب إذا تحولت الصدقة، صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۱۱۹) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، اور فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ کوئی چیز کھانے کی نہیں، سوائے بکری کے اس گوشت کے، جو نسیبہ رضی اللہ عنہا نے اس بکری میں سے بھیجا ہے جو انہیں صدقہ میں دی گئی تھی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صدقہ کا گوشت اپنے محل (ومقام) پر پہنچ چکا ہے (بخاری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ :هَلْ مِنْ طَعَامٍ؟ قَالَتْ: لَا، وَاللهِ، يَا رَسُولَ اللهِ، مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ إِلَّا عَظْمٌ مِنْ شَاةٍ أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاتِي مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ :قَرِّبِيهِ، فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا (مسلم،رقم الحديث ۱۰۷۳"۱۶۹"،باب إباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم ولبني هاشم وبني المطلب، وإن كان المهدى ملكها بطريق الصدقة، وبيان أن الصدقة، إذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة وحلت لكل أحد ممن كانت الصدقة محرمة عليه)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے ، پھر فرمایا کہ کوئی کھانا ہے؟ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں ہے، اللہ کی قسم !اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس اس بکری کے گوشت کی ہڈی کے سوا کوئی کھانا نہیں، جو میری آزاد کردہ باندی کو صدقہ میں ملی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو قریب لے آؤ، کیونکہ

[1] فی حاشية ابن حبان: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وہ صدقہ اپنے محل (ومقام) پر پہنچ چکا ہے (مسلم)

امام قرطبی، مسلم کی شرح میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

قوله (قربيها فقد بلغت محلها) يعني :أن المتصدق عليها قد ملكت تلك الصدقة بوجه صحيح جائز ، فقد صارت كسائر ما تملكه بغير جهة الصدقة ، وإذا كان كذلك ، فمن تناول ذلك الشيء المتصدق به من يد المتصدق عليه بجهة جائز غير الصدقة ، جاز له ذلك ، وخرج ذلك الشيء عن كونه صدقة بالنسبة إلى الآخذ من يد المتصدق عليه ، وإن كان ممن لا تحل له الصدقة في الأصل (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم،للقرطبي،من باب الصدقة إذا بلغت محلها)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کہ ’’اس کو قریب لے آؤ، کیونکہ وہ صدقہ اپنے محل (ومقام) پر پہنچ چکا ہے‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ شخص کہ جس کو صدقہ دیا گیا ہے، اس صدقہ کا صحیح وجائز طریقہ پر مالک ہوگیا، تو وہ صدقہ کا مال ان تمام چیزوں کی طرح ہوگیا، جن کا انسان صدقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ سے مالک بنا کرتا ہے، اور جب اس طریقہ سے ہوگیا، تو جو شخص اس صدقہ دی ہوئی چیز میں سے صدقہ کئے ہوئے شخص کے ہاتھ سے صدقہ کے علاوہ کسی جائز طریقہ پر لے گا، تو اس کے لئے جائز ہوگا، اور یہ چیز صدقہ ہونے کے حکم سے نکل جائے گی، صدقہ کئے ہوئے شخص کے ہاتھ سے لینے کی نسبت سے، اگرچہ وہ لینے والا شخص ان لوگوں میں سے ہو، جن کو اصل میں صدقہ حلال نہیں تھا (مثلاً مالدار اور ہاشمی) (المفہم)

اس سے معلوم ہوا کہ جب زکاۃ وصدقہ کے مال کا غریب جائز طریقہ پر مالک بن جائے، تو وہ مال زکاۃ وصدقہ کے حکم سے نکل کر عام مال کی طرح ہوجاتا ہے، جیسا کہ غریب نے وہ مال جائز طریقہ پر مثلاً محنت وتجارت وغیرہ کرکے کمایا ہو، یا اسے ہدیہ، میراث وغیرہ میں حاصل ہوا ہو، وغیرہ وغیرہ، اس لئے جب وہ غریب یہ مال کسی مالدار شخص کو دے گا، خواہ ہدیہ کے طور پر یا اباحت وعاریت وغیرہ کے طور پر، تو اس کے لئے اس کا استعمال جائز ہوگا۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ :لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا، أَوْ لِغَارِمٍ، أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ، أَوْ لِرَجُلٍ كَانَ لَهُ جَارٌ مِسْكِينٌ فَتُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِينِ، فَأَهْدَاهَا الْمِسْكِينُ لِلْغَنِيِّ "(سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۱۶۳۶ ،باب من يجوز له أخذ الصدقة وهو غنيٌّ،سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۱۸۴۱ ،بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مالدار کو حلال نہیں، مگر پانچ افراد کو، ایک تو اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کو، اور ایک زکاۃ کے عامل کو (یعنی جو شخص حکومتِ مسلمہ کی طرف سے زکاۃ جمع کرنے کے لئے مقرر ہو) اور ایک مقروض کو (یعنی جس پر قرض ہو) اور ایک اس آدمی کو جس نے اس کو اپنے مال کے عوض میں خرید لیا، یا اس آدمی کو جس کا پڑوسی مسکین ہو، پھر مسکین کو صدقہ کیا جائے، تو وہ مسکین اس صدقہ کا غنی (ومالدار) کو ہدیہ کردے (ابوداؤد، ابنِ ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکاۃ وصدقہ کا مال اگر کوئی امیر ومالدار خرید لے، یا کسی امیر ومالدار کو وہ مال ہدیہ میں حاصل ہو، تو اس امیر ومالدار کے لئے اس مال کا استعمال کرنا جائز ہوتا ہے، اور اس کی وجہ بھی وہی ہے کہ غریب کی ملکیت ہونے سے وہ زکاۃ وصدقہ کا مال اپنے مقام پر پہنچ چکا، اور پڑوسی کا ذکر بطورِ مثال کے ہے، ورنہ غیر پڑوسی کا بھی یہی حکم ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [2]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوِ ابْنِ السَّبِيلِ، أَوْ جَارٍ فَقِيرٍ يُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، فَيُهْدِي لَكَ أَوْ يَدْعُوكَ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث۱۶۳۷ ،مسند احمد،رقم الحديث ۱۱۳۵۸ ،شرح معانی الآثار،رقم الحديث ۳۰۱۸،فوائد ابی محمد الفاكهی،رقم

[1] قال شعيب الارنؤوط:اسناده صحيح(حاشية ابی داؤد)

[2] فأهداها المسكين للغنی وهذا فی معنی قصة بريرة(الاستذكار لابن عبدالبر، ج۳ص ۲۵۸، كتاب الصدقة، باب اشتراء الصدقة والعود فيها)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

الحدیث۱۵۰) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ امیر و مالدار کے لئے حلال نہیں، مگر اللہ کے راستہ میں (جو شخص ہو، اس کے لئے حلال ہے) یا مسافر ہو (اس کے لئے بھی حلال ہے) یا غریب پڑوسی ہو، جس کو کوئی چیز صدقہ میں ملی، پھر وہ آپ کو ہدیہ کردے، یا آپ کو (اس چیز کے کھانے پر) مدعو کرے (ابوداؤد)

اس حدیث کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، مگر بعض حضرات نے ایک حد تک اس حدیث کو معتبر قرار دیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اگر غریب زکاۃ میں حاصل شدہ مال کا امیر و مالدار کو مالک نہ بنائے، بلکہ اس کے لئے دعوت کر کے مباح کرے، تو بھی جائز ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ، ابوداؤد کی شرح میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

فَيُهْدِیْ لَکَ اَوْ يَدْعُوْکَ اَیْ يُضِيْفُکَ وَيُطْعِمُکَ وَاَنْتَ غَنِیٌّ ، وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْفَقِيْرَ اِذَا تَصَدَّقَ عَلَيْهِ فَيُهْدِیْ لِلْغَنِیِّ وَيَمْلِكُهٗ اَوْ يُضِيْفُ الْغَنِیَّ وَيُطْعِمَهٗ عَلٰی سَبِيْلِ الْاِبَاحَةِ يَحِلُّ لِلْغَنِیِّ عَلَی الْحَالَيْنِ، قَالَ اَبُوْدَاوُدَ رَوَاهُ فَرَاسُ وَابْنُ اَبِیْ لَيْلٰی مُحَمَّدٌ عَنْ عَطِيَّةَ مِثْلَهٗ، اَثْبَتَ اَبُوْدَاوُدَ بِهٰذَا التَّعْلِيْقَ اَنَّ عِمْرَانَ الْبَارِقِیَّ عَنْ عَطِيَّةَ لَيْسَ بِمُتَفَرِّدٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ، بَلْ رَوَاهُ فَرَاسُ وَابْنُ اَبِیْ لَيْلٰی اَيْضًا كَمَا رَوَاهُ عِمْرَانَ الْبَارِقِیُّ،فَلَفْظُ اِبْنُ السَّبِيْلِ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ صَحِيْحٌ

(بذل المجهود شرح ابی داؤد، ج۳ص۴۵، باب من یجوز له اخذ الصدقة وهو غنی)

ترجمہ: (حدیث میں یہ الفاظ کہ) وہ (امیر و مالدار شخص زکاۃ کے مال سے) آپ کو ہدیہ کرے، یا آپ کی دعوت کرے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غریب آپ کی ضیافت کرے اور (وہ زکاۃ وصدقہ کا مال) آپ کو کھلائے، اور آپ مالدار ہوں، اور خلاصہ یہ ہے کہ غریب کو جب صدقہ میں کوئی چیز حاصل ہو، پھر وہ امیر و مالدار کو ہدیہ کردے، اور اس کو مالک بنادے، یا

---

[1] قال أبو داود :ورواه فراسٌ وابن أبي ليلى عن عطية، مثله.

وقال العيني:أي :روى الحديث المذكور فراس بن يحيى الهمداني الكوفي المكتب، ومحمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى الكوفي، عن عطية بن سعد، مثل ما ذكر من الحديث(شرح ابی داؤد، للعینی، کتاب الزكاة، باب :من يعطى من الصدقة وحد الغنى)

Idara Ghufran

امیر و مالدار کی ضیافت کرے، اور اس کو (مالک بنائے بغیر) اباحت کے طور پر کھلائے، تو امیر (و مالدار) کو دونوں صورتوں میں (یہ مال استعمال کرنا) حلال ہوتا ہے۔

ابوداؤد نے فرمایا کہ اس حدیث کو فراس اور ابنِ ابی لیلیٰ محمد نے عطیہ سے اس کے مثل روایت کیا ہے، ابوداؤد نے اس تعلیق کو ثابت رکھا ہے کہ عمران بارقی، عطیہ سے اس حدیث کو روایت کرنے میں تنہا نہیں، بلکہ اس کو فراس اور ابنِ ابی لیلیٰ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے، جس طرح عمران بارقی نے روایت کیا ہے، تو ''ابنِ سبیل'' کا لفظ اس حدیث میں صحیح ہے (بذل المجہود)

اور جب ابنِ سبیل کا لفظ صحیح ہے، تو دعوت کا لفظ بھی صحیح ہے، کیونکہ وہ بھی اسی حدیث میں مذکور ہے، واللہ اعلم۔

اور عونُ المعبود میں ہے کہ:

(فَأَهْدَاهَا) الصَّدَقَةَ (لِلْغَنِيِّ) فَتَحِلُّ لَهُ لِأَنَّ الصَّدَقَةَ قَدْ بَلَغَتْ مَحَلَّهَا فِيهِ وَقَوْلُهُ وَلَهُ جَارٌ خَرَجَ عَلَى جِهَةِ التَّمْثِيلِ فَلَا مَفْهُومَ لَهُ فَالْمَدَارُ عَلَى إِهْدَاءِ الصَّدَقَةِ الَّتِي مَلَّكَهَا الْمِسْكِينُ لِجَارٍ أَوْ لِغَيْرِهِ وَفِي حديث إهداء بريرة كما تُصُدِّقَ بِهِ عَلَيْهَا إِلَى عَائِشَةَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ مِنْهَا لَنَا هَدِيَّةٌ كَمَا عِنْدَ الشَّيْخَيْنِ وَغَيْرِهِمَا وَكَذَلِكَ الْإِهْدَاءُ لَيْسَ بِقَيْدٍ فَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ وَأَبِي دَاوُدَ كَمَا سَيَأْتِي أَوْ جَارٌ فَقِيرٌ يتصدق عليها فيهدى لك أو يدعوك (عون المعبود، ج۵ص ۳۱، كتاب الزكاة،باب من يجوز له أخذ الصدقة وهو غنى)

ترجمہ: پس اس کو صدقہ کردے غنی کے لئے، تو اس کے لئے حلال ہے، اس لئے کہ صدقہ اپنے محل (ومقام) پر پہنچ چکا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اس کا پڑوسی ہو، اس کا ذکر بطورِ مثال کے ہے، جو پڑوسی کے ساتھ خاص نہیں، پس دارومدار صدقہ کے ہدیہ کرنے پر ہے، جس کا مسکین مالک بن گیا ہو، پڑوسی ہو یا غیر پڑوسی، اور حضرت بریرہ کے ہدیہ کرنے کی حدیث میں جیسا کہ ان کو صدقہ کیا گیا تھا حضرت عائشہ کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ ان پر صدقہ ہے، اور وہ ہمارے لئے ہدیہ ہے، جیسا کہ شیخین وغیرہ میں ہے، اور اسی

Idara Ghufran

طریقہ سے یہ حکم ہدیہ کرنے کے ساتھ مقید نہیں ہے، پس احمد اور ابوداؤد کی روایت میں ہے، جیسا کہ آتا ہے کہ یا غریب پڑوسی کو صدقہ کیا جائے، تو وہ آپ کو ہدیہ کردے، یا آپ کی دعوت کردے (عون المعبود)

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح غریب کو زکاۃ وصدقہ میں مالکانہ طریقہ پر حاصل شدہ مال کا امیر ومالدار کو بطورِ ہدیہ کے لینا جائز ہے، اسی طرح بطورِ اباحت کے استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

اور عبدالمحسن بن حمد، ابوداؤد کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

(فَيُهْدِیْ لَکَ، أَوْ يَدْعُوْکَ) وَهٰذَا مِثْلَ الْأَوَّلِ، ومعنى ذلک أن يصنع وليمة فيدعوک لتأكل منها، فهي صدقة عليه، وبعد أن ملكها فإنه يتصرف فيها بالإهداء أو بالإطعام، فلا حرج على الغنى بأن يتناول شيئاً من طعام الفقير الذى تصدق به عليه، أو يقبل هدية منه، ويشبه ذلک ما جاء فى قصة بريرة رضى الله عنها أنه تصدق عليها وأنهم أكلوا مما تصدق به عليها، فقال النبى صلى الله عليه وسلم :(هو لها صدقة، ولنا هدية) يعنى :منها، فدل هذا على أن الفقير إذا ملک شيئاً فإنه يتصرف فيه كيف يشاء إما بالإهداء ، أو بالإطعام، وأنه لا حرج على الغنى إذا أكل أو طعم من طعام المتصدق عليه، أو أخذ هدية من المتصدق عليه، وهو مثل الذى قبله إلا أن فيه زيادة ابن السبيل (شرح سنن ابى داوٗد للعباد، ج۹ ص ۱ ۵، باب من يجوز له أخذ الصدقة وهو غنى)

ترجمہ: وہ غریب آپ کو ہدیہ کرے، یا آپ کی دعوت کرے، اور یہ حدیث بھی پہلے کی طرح ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غریب (مثلاً) ولیمہ کرے، پھر آپ کو اس کے کھانے کے لئے بلائے، تو وہ (کھانا) اس غریب پر تو صدقہ تھا، اور اس غریب کے مالک بننے کے بعد وہ اس میں ہدیہ کرکے یا کھلا کر تصرف کرتا ہے، تو امیر ومالدار کو غریب کے اس کھانے کو تناول کرنے میں کوئی حرج نہیں، جو اس کو صدقہ دیا گیا تھا، یا اس کا ہدیہ قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور اسی کے مثل حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصہ میں بھی ذکر آیا ہے کہ ان کو صدقہ کیا

Idara Ghufran

گیا، اور دوسروں نے اس صدقہ کے مال کو کھالیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بریرہ کے لئے صدقہ ہے، اور ہمارے لئے ہدیہ ہے، یعنی بریرہ کی طرف سے (نہ کہ صدقہ کرنے والے کی طرف سے) ہمارے لئے ہدیہ ہے، پس اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ غریب جب کسی چیز کا مالک ہوگیا، تو اس میں وہ حسبِ منشاء تصرف کرسکتا ہے، ہدیہ دے کر بھی، دوسرے کو (مالک بنائے بغیر اباحت کی صورت میں) کھلا کر بھی اور امیر (ومالدار) کے لئے بھی کوئی حرج نہیں کہ وہ صدقہ دیئے ہوئے شخص کا کھانا (بطورِ اباحت) کھائے، یا صدقہ دیئے ہوئے شخص سے ہدیہ لے، اور یہ حدیث، پہلی حدیث کی طرح ہے، مگر اس میں مسافر کا ذکر زیادہ ہے (شرح ابی داؤد)

احادیث وروایات کا حاصل

مذکورہ احادیث وروایات اور عبارات کا حاصل یہ ہے کہ غریب کو جو چیز مالکانہ طریقہ پر زکاۃ یا صدقہ میں حاصل ہو، وہ اس کا پوری طرح مالک ہوجاتا ہے، اور اب اس کو اس میں تمام تصرفات جائز ہوجاتے ہیں، اور اسی بنیاد پر اگر وہ کسی امیر ومالدار یا ہاشمی کو اپنی خوشی سے ہدیہ کرے، یا اباحت کے طور پر استعمال کرائے یا کھلائے تو بھی جائز ہوتا ہے۔

جہاں تک بعض احادیث وروایات میں ہدیہ کے الفاظ کا تعلق ہے، تو اس بارے میں گمان ہوتا ہے کہ اولاً تو ان احادیث میں ہدیہ کا لفظ خاص تملیک کی قید لگانے اور اباحت کو خارج کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا گیا، کیونکہ یہ مخصوص فقہی اصطلاحات ہیں، جو احادیث میں مقصود نہیں ہوا کرتیں۔

دوسرے اس قسم کے مواقع پر توسعاً ہدیہ کا لفظ بول کر بعض اوقات ہدیہ بشمول اباحت اور بعض اوقات صدقہ کا مفہومِ مخالف بھی مراد لے لیا جایا کرتا ہے، جیسا کہ فقہائے کرام نے حرام مال والے کے ہدیہ کے الفاظ سے دعوت واباحت کا حکم بھی مراد لیا ہے، اور مقصود یہ ہے کہ جب غریب کی طرف سے امیر ومالدار یا ہاشمی کو وہ مال حاصل ہوگا، تو وہ صدقہ کے بجائے ہدیہ کا حکم رکھے گا۔

جس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ بعض روایات میں ہدیہ کے ساتھ دعوت کے جواز کا بھی ذکر آیا ہے، اور بعض احادیث وروایات میں ہدیہ کے بجائے اس کی تعبیر اپنے محل ومقام پر پہنچنے سے کی گئی ہے، اور یہ تعلیل جس طرح ہدیہ وتملیک کی صورت کو شامل ہے، اسی طرح اباحت کی صورت کو بھی شامل ہے،

Idara Ghufran

کیونکہ دونوں صورتوں میں جواز کی علت وہی غریب کے مِلک ہوجانے سے زکاۃ وصدقہ کا اپنے محل پر پہنچ جانااوراس کا حکم بدل جاناہے،اور محدثین نے بھی اس تعلیل کو ہی بنیاد بنایا ہے،جیسا کہ گزرا۔

غریب کے مالک بننے پرتبدلِ مِلک

بعض مشائخِ حنفیہ نے غریب کے زکاۃ وصدقہ کا مالک بننے کے بعد غریب کی اجازت سے اس مال کے اباحت کے طور پر جائز ہونے کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا کہ جب زکاۃ وصدقہ دیا جاتا ہے،تو وہ پہلے اللہ کی ملکیت بنتا ہے،اوراس کے بعد پھر اللہ کی طرف سے غریب کی ملکیت بنتا ہے،اس لئے غریب کے مالک بننے پراس مال کا تبدلِ مِلک یا تبدلِ عین ہوجاتا ہے۔

چنانچہ المحیط البرہانی میں ہے کہ:

وبعضهم قالوا :أن الصدقة حين وقعت لاقت كف فقير وصحت، فصارت لله تعالى، لأن الصدقة إخراج المال إلى الله تعالى على ما عرف في موضعه ثم صارت ملكاً للفقير من الله تعالى قضاء لحقه في الملك الموعود، وإذا صارت ملكاً للفقير من الله تعالى برزقه تجدد للفقير بسبب الملك بعد ما صارت صدقة، وصارت لله تعالى فأوجب ذلك تبدل العين حكماً.فعلى قول هذا التعليل :الفقير إذا أباح لغني عين ما أخذ من مال الزكاة من الطعام يحل له ، لأنه تبدل العين حكماً، وإليه مال الشيخ الإمام الأجل المعروف بخواهر زاده رحمه الله تعالىٰ (المحيط البرهاني ج٦ص٢٧،كتاب المكاتب، الفصل الثامن العشر المتفرقات)

ترجمہ: اور بعض حضراتِ مشائخ نے فرمایا کہ جب صدقہ کیا جاتا ہے،تو وہ فقیر (وغریب) کے ہاتھ میں پڑتا ہے،اور صحیح (یعنی اداء) ہوجاتا ہے،اور وہ اللہ کے لئے ہوجاتا ہے، کیونکہ صدقہ کی حقیقت مال کو اللہ تعالیٰ کے لئے نکالنا ہے،جیسا کہ اپنے مقام پر معلوم (اور مشہور) ہے، پھراس کے بعد وہ مال اللہ تعالیٰ کی طرف سے فقیر (وغریب) کی مِلک بنتا ہے، مِلکِ موعود میں اس کے حق کو پورا کرنے کے لئے ، اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فقیر (وغریب) کی مِلک ہوگیا اس فقیر (وغریب) کے رزق کے طور پر، تو مِلک کے سبب سے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

صدقہ بننے کے بعد اس کا تجدد ہوگیا، اور یہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگیا، تو اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ حکماً تبدلِ عین ہوگیا، پس اس تعلیل کی بناء پر فقیر (وغریب) جب مالدار کو عین وہ چیز مباح کرے، جو اس غریب کو کھانے کی شکل میں زکاۃ کے مال سے حاصل ہوئی تھی، تو وہ اس کے لئے حلال ہوگی، اس لئے کہ حکماً تبدلِ عین ہو چکا ہے، اور اسی کی طرف شیخ امام خواہرزادہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا میلان ہے (محیط)

اور اسی کتاب میں آگے ہے کہ:

الصدقة صارت للفقير بعدما صارت لله تعالى بجهة الرزق فيتجدد للفقير بسبب الملک على مامر، ونزل ذلک منزلة تبدل العين فيحل له التناول بقى غنيا ويحل لغيره التناول، وثبت للفقير فيها ملک بسبب جديد بأن اشتراها أو وهب له أو لم يثبت له بأن ورثه أو أباح له هذا الفقير (المحيط البرهانی ج۶ ص۲۸، کتاب المکاتب، الفصل الثامن العشر المتفرقات)

ترجمہ: صدقہ فقیر (وغریب) کے لئے بطور رزق، اللہ تعالیٰ کے لئے ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے، پس فقیر وغریب کے لئے مِلک کے سبب سے اس کا تجدد ہوجاتا ہے، جیسا کہ گزرا، اور یہ تبدلِ عین کے درجہ میں ہوجاتا ہے، پس (اسی وجہ سے) اس کو مالدار ہونے کے بعد بھی کھانا جائز ہوتا ہے، اور دوسرے کو بھی کھانا جائز ہوتا ہے، اور فقیر (وغریب) کے لئے سببِ جدید کے ساتھ مِلک ثابت ہوتی ہے، اس طور پر کہ اس نے خریدا ہو، یا اسے ہبہ ملا ہو، یا اس کے لئے مِلک ثابت نہ ہوئی ہو، بایں طور کہ وہ وارث بنا ہو، یا اس کو اس فقیر (وغریب) نے مباح کیا ہو (محیط)

ان مشائخ کے قول کی تائید قرآن مجید اور احادیث سے ہوتی ہے۔

چنانچہ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (سورة التوبة، رقم الآية ۱۰۴)

ترجمہ: کیا نہیں جانتے یہ لوگ کہ بلاشبہ اللہ ہی قبول کرتا ہے توبہ، اور صدقات کو لیتا ہے، اور

Idara Ghufran

بلاشبہ اللہ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (سورہ توبہ)

اور سورہ بقرہ و سورہ حدید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللَّهَ (سورة التوبة، رقم الآیة ۲۴۵، سورة الحدید، رقم الآیة ۱۱)

ترجمہ: کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو (سورہ بقرہ، سورہ حدید)

اس آیت میں اللہ کو قرض دینے سے مراد اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا ہے، جس میں زکاۃ وصدقات بھی داخل ہیں۔

جس سے معلوم ہوا کہ زکاۃ وصدقہ میں بندہ درحقیقت اپنا مال اللہ کو دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ) وَ (مَنْ ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا) قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: یَا رَسُولَ اللهِ حَائِطِی الَّذِی بِمَکَانِ کَذَا وَکَذَا، وَاللهِ لَوِ اسْتَطَعْتُ أَنْ أُسِرَّهَا لَمْ أُعْلِنْهَا فَقَالَ " :اجْعَلْهُ فِی فُقَرَاءِ أَهْلِکَ

(مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۱۴۴، سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۹۹۷)

ترجمہ: جب (سورہ آلِ عمران کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ:

"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ"

"کہ تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے، یہاں تک کہ خرچ کرو اس مال میں سے جو تم پسند کرتے ہو"

اور سورہ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

"مَنْ ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا"

"کہ کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو، اچھا قرض"

تو حضرت ابوطلحہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرا وہ باغ جو فلاں جگہ ہے، صدقہ ہے، اللہ کی قسم! اگر میں اس کی استطاعت رکھتا کہ اسے چھپاؤں، تو میں اس کو ظاہر نہ کرتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے گھر والوں (یعنی رشتہ داروں) کے غریبوں کو دے دو (مسند احمد، ترمذی)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

Idara Ghufran

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَۃٍ مِنْ طَیِّبٍ - وَلاَ یَقْبَلُ اللّٰہُ إِلَّا الطَّیِّبَ - إِلَّا أَخَذَھَا الرَّحْمٰنُ بِیَمِیْنِہٖ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی حلال و پاکیزہ مال سے صدقہ کرتا ہے، اور اللہ تو حلال اور پاکیزہ ہی صدقہ کو قبول فرماتا ہے، تو رحمٰن اس کو اپنے دائیں (ہاتھ) سے ہی لیتا ہے (مسلم، نسائی، ترمذی، مسند احمد)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :يَقُولُ اللَّهُ جَلَّ وَعَلَا :يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي "قَالَ" :فَيَقُولُ :يَا رَبِّ وَكَيْفَ اسْتَطْعَمْتَنِي وَلَمْ أكرمك وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ :أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا اسْتَطْعَمَكَ فَلَمْ تُطْعِمْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۷۳۶۶، مسلم، رقم الحدیث ۲۵۶۹ "۴۳") [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل وعلا (بروزِ قیامت) فرمائے گا کہ اے ابنِ آدم میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا، پس تو نے مجھے کھانا نہیں دیا تھا، تو بندہ کہے گا کہ اے میرے رب! آپ نے مجھ سے کیسے کھانا طلب کیا تھا، اور میں نے آپ کا اکرام نہیں کیا، حالانکہ آپ ربُّ العالمین ہیں، اللہ عزوجل فرمائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا، تو تم نے اس کو کھانا نہیں دیا تھا، کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو اگر اسے کھانا دیتا، تو تو اس کو میرے پاس پاتا (ابنِ حبان، مسلم)

اس قسم کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ زکاۃ وصدقہ جو کسی غریب کو دیا جاتا ہے، دراصل اللہ کی مِلک ہو کر پھر اللہ کی طرف سے غریب کی مِلک ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے بعض مشائخ کے نزدیک غریب کے مالک ہونے سے حکماً اس کا تبدلِ عین ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ غریب کو زکاۃ وصدقہ میں مالکانہ طریقہ پر جو مال حاصل ہوا، وہ اگر کسی مالدار یا ہاشمی کو مالک بنا

---

[1] رقم الحدیث ۶۳ "۱۰۱۴"، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب وتربیتھا، واللفظ لہٗ، نسائی، رقم الحدیث ۲۵۲۵، ترمذی، رقم الحدیث ۶۶۱، مسند أحمد، رقم الحدیث ۱۰۹۴۵.

[2] قال شعیب الارنؤوط: إسنادہ صحیح علی شرط مسلم، رجالہ ثقات رجال الشیخین غیر حماد بن سلمۃ، فمن رجال مسلم (حاشیۃ ابنِ حبان)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کردے، مثلاً ہدیہ کرے، یا اباحت کرے، مثلاً کھلائے پلائے، تو بہت سے فقہاء ومشائخ کے نزدیک جائز ہے، اور ہمارے نزدیک اس کے جائز ہونے کے دلائل انتہائی مضبوط اور راجح ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مذکورہ مسئلہ کے چند فقہی نظائر

مذکورہ صورت کے جواز کی مضبوط دلائل سے تائید ہونے کے علاوہ چند قریبی فقہی نظائر سے بھی تائید ہوتی ہے، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)..... فقہائے حنفیہ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ اگر مکاتب غلام کو کسی کی طرف سے زکاۃ وصدقات میں کچھ مال حاصل ہوا، اور پھر وہ مکاتب اپنے آقا کو بدلِ کتابت ادا کرنے سے عاجز آ گیا، تو اس کے مالک کے لئے غلام کو زکاۃ یا صدقہ کی مَد میں حاصل شدہ مال کا استعمال کرنا جائز ہوتا ہے، خواہ اس مکاتب نے عاجز ہونے سے پہلے آقا کو مال دیا ہو یا ابھی تک مکاتب کے ہاتھ میں ہو، اور وہ عاجز آ گیا ہو۔

اور اس مسئلہ میں فقہائے کرام نے تبدلِ مِلک کا حکم لگایا ہے۔ [۱]

---

[۱] المكاتب، فيسترد من المعطى ما أخذ على الأصح عند الشافعية، وفى رواية عند الحنابلة إن مات قبل أن يعتق، أو عجز عن الوفاء فلم يعتق، وقال الحنفية وهو رواية عند الحنابلة :يكون ما أخذه لسيده ويحل له، وفى رواية عن أحمد :لا يسترد، ولا يكون لسيده، بل ينفق فى المكاتبين (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۳،ص ۳۳۲،ماده،زكاة)

قال -رحمه الله -(وما أدى المكاتب من الصدقات وعجز طاب لسيده)، لأن الملك قد تبدل وتبدل الملک كتبدل العين فصار كعين آخر وإليه أشار النبى -صلى الله عليه وسلم -بقوله فى حديث بريرة هو لها صدقة ولنا هدية قال ذلک حين أهدت إليه وكانت مكاتبة وصار كالفقير يموت عن صدقة أخذها يطيب ذلک لوارثه الغنى لما ذكرنا(تبيين الحقائق، ج۵،ص ۱۷۴،كتاب المكاتب، باب موت المكاتب وعجزه وموت المولى)

وما أدى المكاتب من الصدقات إلى مولاه، وعجز طاب لسيده، ولو عجز المكاتب قبل الأداء إلى المولى يطيب للمولى عند محمد -رحمه الله تعالى -وعند أبي يوسف -رحمه الله تعالى -لا يطيب، والصحيح أنه يطيب بالإجماع كذا فى التبيين(الفتاوى الهندية، ج۵،ص ۱۸،كتاب المكاتب ،الباب الثامن فى عجز المكاتب وموته)

(وطاب لسيده ما أدى إليه من صدقة فعجز :(أى (إذا) لم يكن المولى مصرفا للزكاة، فأخذ المكاتب الزكاة؛ لكونه من المصارف، ثم أداه إلى المولى عن بدل الكتابة، ثم عجز فظهر أن المولى أخذ الزكاة، وهو غنى، ومع (ذلک يطيب) له، لأنه أخذه عوضا) عن العتق زمان الأخذ، والعبد قد أخذه صدقة، وقد قال النبى -صلى الله عليه وسلم) :-لهاصدقة، ولنا هدية(شرح الوقاية، كتاب المكاتب)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(۲)...... اگر غریب کو کسی نے زکاۃ یا صدقہ کا مال دیا، پھر وہ غریب بعد میں مالدار ہوگیا، تو فقہائے حنفیہ کی تصریح کے مطابق اس کے لئے غربت کی حالت میں لئے ہوئے زکاۃ یا صدقہ کے مال کا امیر و مالدار ہونے کے بعد استعمال کرنا جائز ہوتا ہے۔

حالانکہ اب وہ زکاۃ و صدقہ کا مستحق نہیں رہا، اور حقیقت میں ملکیت بھی تبدیل نہیں ہوئی۔ [1]

(۳)...... اگر ضرورت مند مسافر کو زکاۃ یا صدقہ کا مال حاصل ہوا، پھر اس کے بعد وہ اپنے مال کے پاس پہنچ گیا، اور کچھ زکاۃ یا صدقہ کا مال اس کے پاس اب بھی موجود ہے، تو فقہائے حنفیہ کی تصریح کے مطابق اس کو اس مال کا استعمال کرنا جائز ہوتا ہے۔

حالانکہ اب وہ زکاۃ و صدقہ کا مستحق نہیں رہا، اور حقیقت میں ملکیت بھی تبدیل نہیں ہوئی۔ [2]

پس مذکورہ مسائل و نظائر کی طرح مبحوث فیہ مسئلہ میں بھی زکاۃ و صدقہ کے غریب کو مالک بننے کے بعد حکماً تبدلِ ملک قرار دے کر مالدار و ہاشمی کو بطورِ اباحت استعمال کرنا جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مذکورہ مسئلہ کی ایک فقہی نظیر پر کلام

جن مشائخ نے زکاۃ و صدقہ کی مد میں غریب کو حاصل شدہ مال کا کسی امیر و مالدار یا ہاشمی کو مالک بنائے بغیر استعمال اور مباح کرنے کے ناجائز ہونے کا قول کیا ہے، انہوں نے اس کی نظیر، شراءِ فاسد کے طور پر خریدی ہوئی چیز کو قرار دیا ہے کہ اگر کسی نے شراءِ فاسد کے طور پر کوئی چیز خریدی ہو، اور پھر وہ یہ چیز کسی کو مباح کرے، تو اس کے لئے اس چیز کا استعمال حلال نہیں ہوتا، اور اگر وہ اس چیز کا کسی کو مالک بنا دے، تو پھر اس کے لئے اس چیز کا استعمال حلال ہو جاتا ہے، تو جس طرح اس مسئلہ میں تملیک و اباحت میں فرق

[1] وکذا إذا استغنی الفقیر یطیب له ما أخذه من الزكاة حالة فقره (تبیین الحقائق، ج۵، ص ۱۷۴، کتاب المکاتب، باب موت المکاتب وعجزه وموت المولی)

وکذلک الفقیر إذا تصدق علیه، ثم استغنی والصدقة قائمة لا بأس بأن یتناول تلک الصدقة (الفتاوی الهندیة، ج۵، ص ۳۴۰، کتاب الکراهیة، الباب الحادی عشر فی الکراهة فی الأکل وما یتصل به)

[2] وکذا ابن السبیل إذا أخذ الصدقة ثم وصل إلی ماله وفی یده الصدقة تحل له، لأن المحرم علی الغنی ابتداء الأخذ لما فیه من الذل فلا یرخص له من غیر ضرورة فإذا أخذه فی حالة الفقر فبعد ذلک لیس فیه إلا الاستدامة فیطیب له (تبیین الحقائق، ج۵، ص ۱۷۴، کتاب المکاتب، باب موت المکاتب وعجزه وموت المولی)

ابن السبیل إذا تصدق علیه، ثم وصل إلی ماله والصدقة قائمة لا بأس بأن یتناول من تلک الصدقة (الفتاوی الهندیة، ج۵، ص ۳۴۰، کتاب الکراهیة، الباب الحادی عشر فی الکراهة فی الأکل وما یتصل به)

Idara Ghufran

ہے، اسی طرح مذکورہ مبحوث فیہ مسئلہ میں بھی فرق ہے۔ [1]

لیکن ہمارے نزدیک شراءِ فاسد کے مسئلہ کو مبحوث فیہ مسئلہ کی نظیر قرار دینا محلِ نظر اور بعید ہے۔

کیونکہ شراءِ فاسد میں اباحت کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس میں فسادِ عقد پایا جاتا ہے، اور اس بیع کو رَد کرنے کا حکم ہوتا ہے، اور جو شخص پہلے خریدار سے جائز طریقہ پر اس چیز کو خریدے، تو اس کے لئے جواز کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کا عقد اور معاملہ صحیح ہوتا ہے، اور اس کو رَد کرنے کا حکم نہیں ہوتا، اور پہلے خریدار کے بیع وغیرہ کا تصرف کرنے سے وہ اس کا مالک ہوجاتا ہے۔

جبکہ ہمارے مبحوث فیہ یا زیرِ بحث مسئلہ میں سرے سے عقدِ فاسد ہے ہی نہیں، چنانچہ پہلے مالدار کا غریب کو زکاۃ وصدقہ میں مال دینا بھی درست ہے، اور اس غریب کا اس مال کا مالک بن کر اس میں تملیک واباحت کے طور پر تصرف کرنا اور دوسرے مالدار یا ہاشمی کا اس مال کا مالک بننا یا استعمال میں لانا مالک کی رضا ورغبت پائے جانے کی وجہ سے سب کچھ صحیح ودرست ہے، اور ان میں کوئی بھی تصرف وعقد فاسد نہیں۔ [2]

[1] بخلاف فقير أباح لغنى أو هاشمى عين زكاة أخذها لا يحل لأن الملك لم يتبدل(الدر المختار)
(قوله :لأن الملك لم يتبدل) لأن المباح له يتناوله على ملك المبيح .ونظيره المشترى شراء فاسدا إذا أباح لغيره لا يطيب له،ولو ملكه يطيب هداية(ردالمحتار،ج٦ص ١١٦، ١١٧،كتاب المكاتب،باب موت المكاتب وعجزه وموت المولىٰ)

ولو أباح الفقير للغنى أو الهاشمى عين ما أخذ من الزكاة لا يحل، لأن الملك لم يتبدل ونظيره المشترى إذا اشترى شراء فاسدا لا يطيب بالإباحة(تبيين الحقائق،ج٥،ص ١٧٤،كتاب المكاتب، باب موت المكاتب وعجزه وموت المولى)

[2] ثم اعلم أن المشترى فاسدا لا يطيب للمشترى، ويطيب لمن انتقل الملك منه إليه لكون الثانى ملكه بعقد صحيح بخلاف المشترى الأول فإنه يحل له التصرف فيه، ولا يطيب له لأنه ملكه بعقد فاسد(البحر الرائق،ج٦،ص١٠٣،كتاب البيع، باب البيع الفاسد،فصل فى احكام البيع الفاسد)

وجملة القول فيه ما قاله فى شرح الطحاوى بقوله ولو تصرف فيه المشترى ببيع أو صدقة أو هبة أو أخرجه المشترى من ملكه بوجه من الوجوه صح تصرفه إذا كان تصرفه بعدما قبضه بإذن البائع وليس للبائع إبطاله وعلى المشترى القيمة أو المثل إن كان مثليا ويطيب ذلك الملك الثانى، لأنه ملك بعقد صحيح بخلاف المشترى الأول، لأنه لا يحل له ولا يطيب، لأنه ملكه بعقد فاسد، بخلاف ما إذا دخل دار الحرب بأمان فأخذ مال حربى بغير طيب نفسه فأخرجه إلى دار الإسلام ملكه ولكن لا يطيب له ويفتى بالرد ولا يقضى به.

ولو باعه صح بيعه ولا يطيب أيضا للمشترى كما لا يطيب للأول بخلاف البيع الفاسد(حاشية الشلبى على التبيين ،ج٤،ص ٦٤، كتاب البيوع،باب البيع الفاسد)

فلو دخل بأمان وأخذ مال حربى بلا رضاه وأخرجه إلينا ملكه وصح بيعه، لكن لا يطيب له ولا للمشترى منه،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

رہا بعض حضرات کا یہ فرمانا کہ امیر ومالدار یا ہاشمی کو فقیر کے ہاتھ سے لینے میں اذلال پائے جانے کی وجہ سے خبث کا سبب اسی طرح متحقق ہوتا ہے، جس طرح سے معطی کے ہاتھ سے لینے میں متحقق ہوتا ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بخلاف البيع الفاسد فإنه لا يطيب له لفساد عقده ويطيب للمشترى منه لصحة عقده .وفى حظر الأشباه : الحرمة تتعدد مع العلم بها إلا فى حق الوارث، وقيده فى الظهيرية بأن لا يعلم أرباب الأموال، وسنحققه ثمة(الدر المختار مع ردالمحتار، ج۵،ص۹۸، ۹۹،باب البيع الفاسد)

بخلاف المشترى شراء فاسدا إذا باعه من غيره بيعا صحيحا فإن الثانى لا يؤمر بالرد، وإن كان البائع مأمورا به لأن الموجب للرد قد زال ببيعه، لأن وجوب الرد بفساد البيع حكمه مقصود على ملك المشترى وقد زال ملكه بالبيع من غيره، كذا فى شرح السير الكبير للسرخسى من الباب الخامس بعد المائة.

مطلب البيع الفاسد لا يطيب له ويطيب للمشترى منه (قوله ويطيب للمشترى منه لصحة عقده) فيه أن عقد المشترى فى المسألة الأولى صحيح أيضا، وقد ذكر هذا الحكم فى البحر معزيا للإسبيجابى بدون هذا التعليل، فكان المناسب إسقاطه .ثم اعلم أنه ذكر فى شرح السير الكبير فى الباب الثانى والستين بعد المائة أنه إن لم يرده يكره للمسلمين شراؤه منه، لأنه ملك خبيث بمنزلة المشترى فاسدا إذا أراد بيع المشترى بعد القبض يكره شراؤه منه وإن نفذ فيه بيعه وعتقه، لأنه ملك حصل له بسبب حرام شرعا .اهـ فهذا مخالف لقوله ويطيب للمشترى وقد يجاب بأن ما أخرجه من دار الحرب لما وجب على المشترى رده على الحربى لبقاء المعنى الموجب على البائع رده تمكن الخبث فيه فلم يطب للمشترى أيضا كالبائع، بخلاف البيع الفاسد فإن رده واجب على البائع قبل البيع لا على المشترى لعدم بقاء المعنى الموجب للرد كما قدمنا فلم يتمكن الخبث فيه فلذا طاب للمشترى، وهذا لا ينافى أن نفس الشراء مكروه لحصوله للبائع بسبب حرام، ولأن فيه إعراضا عن الفسخ الواجب، هذا ما ظهر لى(رد المحتار على الدر المختار، ج۵،ص۹۸،باب البيع الفاسد)

(وأما) صفة الملك الثابت للغاصب فى المضمون :فلا خلاف بين أصحابنا فى أن الملك الثابت له يظهر فى حق نفاذ التصرفات، حتى لو باعه، أو وهبه، أو تصدق به قبل أداء الضمان ينفذ، كما تنفذ هذه التصرفات فى المشترى شراء فاسدا، واختلفوا فى أنه هل يباح له الانتفاع به بأن يأكله بنفسه، أو يطعمه غيره قبل أداء الضمان، فإذا حصل فيه فضل هل يتصدق بالفضل؟ قال أبو حنيفة -رضى الله عنه -ومحمد -رحمه الله -: لا يحل له الانتفاع، حتى يرضى صاحبه، وإن كان فيه فضل يتصدق بالفضل، وقال أبو يوسف -رحمه الله -: يحل له الانتفاع ولا يلزمه التصدق بالفضل إن كان فيه فضل، وهو قول الحسن وزفر رحمهما الله وهو القياس، وقول أبى حنيفة ومحمد رحمهما الله استحسان(بدائع الصنائع،ج۷،ص۱۵۳،كتاب الغصب، فصل فى حكم الغصب)

۱؎ ولو أباح الفقير للغنى أو الهاشمى عين ما أخذ من الزكاة لم يحل له، لأن الملك لم يتبدل ولك أن تقول المحرم ابتداء الأخذ إلى آخره فعلى هذا لو أباح الفقير للغنى أو الهاشمى ينبغى أن يطيب له، لأنه لم يوجد منهما ابتداء الفعل المحرم المقترن بالإذلال قلنا إن لم يوجد منهما الأخذ من يد المتصدق وجد منهما الأخذ من يد الفقير فقد تحقق فى حقهما سبب الخبث ولك أن تقول ليس المحرم نفس الأخذ فقط، بل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

تو یہ بات راجح معلوم نہ ہوسکی، کیونکہ فقیر کے ہاتھ سے لینے کی وہ حیثیت نہیں، جو مالک یا معطیِ اول کے ہاتھ سے لینے کی تھی، چنانچہ زکاۃ وصدقہ کے مال کے غریب کی مِلکیت ہونے سے اس کا حکم منتہی ومکمل ہوچکا، جب زکاۃ وصدقہ کی تملیک کی صورت میں ادائیگی ہوگئی، تو پہلے مالک یا معطی کی ملکیت ختم ہوگئی، پہلے وہ مال معطی اور مصدِق کی ملکیت تھا، اور اب معطیٰ لہٗ کی ملکیت ہوگیا، اور اسی وجہ سے وہ مال اگر ضائع یا ہلاک ہوجائے، تو زکاۃ یا صدقہ دینے والے کو زکاۃ وصدقہ کے اعادہ کا حکم نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ جب معطی کی مِلک سے وہ مال نکل گیا، اور معطیٰ لہٗ کی مِلک میں آ گیا، تو ملکیت تبدیل ہوگئی، اور معطیٰ لہٗ کی ملکیت میں خبث نہیں پایا جاتا، تو مباح لہٗ کے لئے خبث کہاں سے آئے گا؟

برخلاف شراءِ فاسد والے مسئلہ کے کہ وہاں عقد فاسد ہونے کی وجہ سے ملکیت میں خبث پایا جاتا ہے، جس کے زائل ہوئے بغیر اباحت کی صورت میں وہ خبث دوسرے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ فافترقا۔

مذکورہ مسئلہ میں عدمِ جواز کے قول پر پیش آمدہ مشکلات

اگر مذکورہ مسئلہ میں عدمِ جواز کے قول کو ترجیح دی جائے، جس کی رُو سے زکاۃ وصدقہ کی مَد میں غریب کو حاصل شدہ مال کا امیر ومالدار یا ہاشمی کو اس غریب کی اجازت سے غیر مالکانہ طریقہ پر اباحت یا عاریت وغیرہ کے طور پر استعمال ناجائز ہوتا ہے، تو اس میں مندرجہ ذیل اور اس جیسی دوسری مشکلات وپیچیدگیاں پائی جاتی ہیں۔

(۱)...... تمام غرباء وفقراء زکاۃ یا صدقہ میں حاصل شدہ سارے مال کو خود استعمال نہیں کرتے، بلکہ کثرت کے ساتھ دوسروں کو بھی مالک بنائے بغیر اباحت کے طور پر استعمال وتناول کراتے ہیں، بالخصوص جبکہ کسی غریب وفقیر کے ذمہ ایسے لوگوں کا نان نفقہ بھی واجب ہو کہ جو زکاۃ کے مستحق نہیں، مثلاً اس کی بیوی مالدار یا ہاشمی ہو۔

چنانچہ غریبوں کو زکاۃ وصدقہ میں جو مال حاصل ہوتا ہے، وہ اپنی بیوی اور دیگر اہلِ خانہ کو بھی استعمال کرنے کی اجازت دیتے ہیں، اور ان کو مالک نہیں بناتے، مثلاً کسی غریب کو غیر معمولی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

نفس الأخذ المقرون بالإذلال فينبغي أن لا يكون خبيثا، ونظيره المشترى شراء فاسدا لا يطيب بالإباحة، ولو ملكه يطيب(تكملة البحر الرائق لمحمد بن حسين بن علي الطورى، ج۸، ص ۷۲، كتاب المكاتب، باب موت المكاتب وعجزه وموت المولىٰ)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مقدار میں زکاۃ یا صدقہ کی مَد میں کھانا حاصل ہوا، جس کو وہ خود اور اپنے اہلِ خانہ کو کھلاتا پلاتا ہے، جس میں بعض افراد زکاۃ وصدقہ کے مستحق نہیں ہوتے، مثلاً بیوی مالدار یا ہاشمی ہوتی ہے۔

اب اگر مذکورہ صورت میں عدمِ جواز کا حکم لگایا جائے، تو لازم آتا ہے کہ غریب کو ہر طرح کے تصرفات کا حق حاصل ہونے کے لئے ایک اور مرتبہ اس مال کی تملیک کا مکلّف کیا جائے، جبکہ اس مال کی تملیک کا حکم پہلے ہی اس غریب کی ملکیت میں داخل ہونے سے پورا ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ غریب کو زکاۃ وصدقہ میں حاصل ہونے والی بہت سی اشیاء ایسی ہوتی ہیں کہ بعض اوقات غریب ان کو اپنی حالت پر اور اپنی ملکیت میں باقی رکھ کر ایک طویل وقت تک استفادہ کرتا ہے، اور بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی استفادہ کی اجازت دیتا ہے، جن میں بعض لوگ غنی اور ہاشمی بھی ہوتے ہیں۔

مثلاً کسی غریب کو زکاۃ یا صدقہ کی مَد میں کوئی کتاب، چار پائی یا اور کوئی فرنیچر کی چیز یا اور کوئی دوسری چیز حاصل ہوئی، جس کو اس نے اپنے گھر میں ضرورت پوری کرنے کے لئے رکھ لیا، اور اس سے اس کے اہلِ خانہ اور مہمان اور آمد و رفت کرنے والے استفادہ کرتے ہیں، جن میں ایسے افراد بھی ہوتے ہیں، جو کہ زکاۃ وصدقہ کے مستحق نہیں ہوتے۔

اب اگر تملیک کے بغیر دوسرے غنی وہاشمی وغیرہ کے لئے استعمال واستفادہ جائز نہ ہو، تو ایسی صورت میں غریب کے اختیار پر پابندی عائد ہوتی ہے، جبکہ زکاۃ وغیرہ کے لئے تملیک کے شرط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غریب کو اس مال میں تمام تصرفات واختیارات حاصل ہو جائیں، اور یہاں اس کو بعض تصرفات کا اختیار حاصل نہیں ہوتا، جو کہ تملیک کے مقصود وحکمت کے خلاف ہے۔

(۲)...... زکاۃ کی ادائیگی کے لئے غریب کو مالک بنانا شرط ہے، اور جب زکاۃ ادا کرنے والے نے غریب کو عین مال کا مالک بنا کر زکاۃ دے دی، تو یہ شرط پوری ہوگئی، پھر یہ قرار دینا کہ جب تک وہ غریب اس میں تصرف نہ کرے، اس وقت تک ملکیت تبدیل نہیں ہوتی، اس کا تقاضا یہ ہوگا کہ زکاۃ وغیرہ بھی اس وقت تک ادا نہ ہو، جب تک غریب اس حاصل شدہ مالِ زکاۃ میں تصرف نہ کرلے، جس کا ظاہر ہے کہ کوئی بھی قائل نہیں۔

(۳)...... فقہائے کرام نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ غریب کو زکاۃ یا صدقہ کا مال دیتے وقت

Idara Ghufran

یہ بتلانا یا تصریح کرنا ضروری نہیں کہ وہ زکاۃ یا صدقہ کا مال ہے، بلکہ ہبہ یا قرض وغیرہ کے عنوان سے زکاۃ وصدقہ دینا بھی جائز ہوتا ہے۔ ۱

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر غریب کو زکاۃ کے عنوان سے لیتے ہوئے عار محسوس ہوتی ہو، تو اس کو زکاۃ کی خبر دینا مناسب بھی نہیں۔ ۲

اب اگر عدمِ جواز کے قول کو اختیار کیا جائے، تو اگر مذکورہ طریقہ پر غریب کو زکاۃ یا صدقہ کی مَد میں کوئی چیز حاصل ہوئی، اور زکاۃ وصدقہ کی ادائیگی کا حکم بھی پورا ہو گیا، مگر اس چیز کے زکاۃ یا صدقہ ہونے کا اس غریب کو علم بھی نہیں، چہ جائیکہ آگے کسی اور شخص کو اس کا علم ہو، ان حالات میں اس غریب اور کسی اور امیر و مالدار یا ہاشمی کو اس چیز کا مکلّف کرنا کہ امیر و مالدار یا ہاشمی مالک بنے بغیر اس چیز کو استعمال نہیں کر سکتا، یہ ایک طرح سے تکلیف مالا یطاق کے قبیل سے ہے۔

(۴)...... فقہائے کرام کی تصریح کے مطابق بعض کفارات وغیرہ کے لئے تملیک شرط نہیں، بلکہ اباحت بھی کافی ہے، مثلاً قسم کا کفارہ۔ ۳

اب اگر کسی غریب کو زکاۃ وصدقہ میں کوئی کھانے پینے کی چیز حاصل ہوئی، اور یہ اس چیز کو

---

۱ ولا يشترط علم آخذ الزكاة أنها زكاة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۳، ص ۲۹۳، مادة "زكاة")

ولا يشترط علم الفقير بأنها زكاة على الأصح لما فى البحر عن القنية والمجتبى الأصح أن من أعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أو قرضا ونوى الزكاة فإنها تجزيه لأن العبرة لنية الدافع لا لعلم المدفوع إليه إلا على قول أبى جعفر (مجمع الانهر، ج ۱ ص ۱۹۶، كتاب الزكاة، شروط صحة اداء الزكاة)

ومن أعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أو قرضا ونوى الزكاة فإنها تجزيه، وهو الأصح هكذا فى البحر الرائق ناقلا عن المبتغى والقنية (الفتاوى الهندية، ج ۱، ص ۱۷۱، كتاب الزكاة، الباب الأول)

۲ د -أن لا يخبر المزكى الفقير أنها زكاة: قيل لأحمد :يدفع الرجل زكاته إلى الرجل، فيقول :هذا من الزكاة، أو يسكت؟ قال :ولم يبكته بهذا القول؟ يعطيه ويسكت، ما حاجته إلى أن يقرعه؟ وهذا يقتضى الكراهة وبه صرح اللقانى من المالكية ، قال :لما فيه من كسر قلب الفقير. وقال ابن أبى هريرة من الشافعية: لا بد أن يقول بلسانه شيئا، كالهبة، قال النووى :هذا ليس بشىء .قال :والصحيح المشهور أنه إذا دفعها إلى المستحق ولم يقل هى زكاة، ولا تكلم بشىء أصلا فإنها تجزئه وتقع زكاة .لكن قال الشافعية :إن أعطاه ولم يبين له أنها زكاة فبان الآخذ غنيا لم يرجع عليه بشىء(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۳، ص ۳۰۲، مادة "زكاة")

۳ (قوله :كما جاز لو أطعم) يشمل التمليك والإباحة، وعبر فى الكنز بأعطى المختص بالتمليك. والحق أنه لا فرق على المذهب، وتمامه فى البحر .وفيه :والكسوة فى كفارة اليمين كالإطعام(ردالمحتار، ج۳ ص ۴۷۹، باب كفارة الظهار)

والضابط أن ما شرع بلفظ الإطعام والطعام يجوز فيه التمليك والإباحة وما شرع بلفظ الإيتاء أو الأداء يشترط فيه التمليك(مجمع الانهر، ج ۱ ص ۴۵۳، باب الظهار)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

دوسرے غریب کو اباحت کر کے اور کھلا کر اپنا قسم وغیرہ کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہے، تو مبحوث فیہ مسئلہ میں ان حضرات کی بیان کردہ تعلیل وتفصیل کا تقاضا یہ ہوگا کہ شخصِ مذکور کا کفارہ ادا نہ ہو، کیونکہ اگلے غریب کا اس کھانے کو کھانا ملکیت کی تبدیلی کے بغیر کہلائے گا، اور جب تک غریب اس مال میں تصرف نہ کرلے، اس وقت تک اس سے دوسرا وظیفہ کفارہ کا اباحت کے طور پر ادا کرنا درست نہ ہوگا۔

ان جیسی مشکلات اور پیچیدگیوں اور مزید براں مذکورہ قوی دلائل کے پیشِ نظر ہمارے نزدیک راجح یہی ہے کہ جب زکاۃ یا صدقہ دینے والے نے اس زکاۃ یا صدقہ کے مال کا غریب کو مالک بنادیا، تو اس غریب کی خوشدلی سے اس مال کو غنی ومالدار کے لئے مباح کرنے سے اس کے لئے استعمال جائز ہوجائے گا۔

اور اسی وجہ سے اگر کسی نے غریب کو زکاۃ یا صدقہ میں کتابیں یا چارپائی یا اسی طرح کی کوئی اور چیز دی، یا کھانے پینے کی کوئی چیز دی، یا مثلاً عطر وخوشبو وغیرہ دی، اور پھر وہ غریب مالک بننے کے بعد اپنی خوش دلی سے کسی مالدار یا ہاشمی کو یہ چیز مالک بنائے بغیر استعمال کرنے کے لئے پیش کرے، یا کسی کو ضیافت کے طور پر ایسی چیز کھلائے پلائے، تو اس کے لئے اس چیز کا استعمال کرنا جائز ہے، جس طرح سے کہ مالدار یا ہاشمی کے جائز طریقہ پر مالک بن کر ان چیزوں کا استعمال جائز ہے، اور اس کی تفصیل ابوداؤد کی شرح بذل المجہود اور دیگر کئی کتب کے حوالے سے اور دیگر دلائل کی روشنی میں ذکر کی جاچکی ہے۔ فقط۔

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم

محمد رضوان ۲۰/ جمادی الاخریٰ/ ۱۴۳۵ھ 21/ اپریل/ 2014ء بروز پیر

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام اضافہ واصلاح شدہ چوتھا جدید ایڈیشن

ماہِ رجب کے فضائل واحکام

قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اور تعلیماتِ اکابر کی روشنی میں، اسلامی وقمری سال کے ساتویں مہینے ''رجب'' کے فضائل ومسائل، احکامات وہدایات، بدعات ومنکرات، ماہِ رجب سے متعلق تاریخی حالات ودلچسپ واقعات

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کیا آپ جانتے ھیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

زکاۃ وصدقہ سے مال کا شر دُور اور مال محفوظ ہوجاتا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ، أَرَأَيْتَ إِذَا أَدّٰى رَجُلٌ زَكَاةَ مَالِهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدّٰى زَكَاةَ مَالِهِ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهُ

(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ۱۵۷۹) [1]

ترجمہ: ایک قوم کے آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جب آدمی اپنے مال کی زکاۃ ادا کردے تو پھر آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کردی، تو اس آدمی سے مال کا شر دُور ہوگیا (طبرانی)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ فَقَدْ أَذْهَبْتَ عَنْكَ شَرَّهُ (صحيح ابنِ خزيمة) [2]

---

[1] قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط، وإسناده حسن، وإن كان فی بعض رجاله كلام (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۳۳۴، ج۳ص ۶۳، كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة)

وقال الالبانی: حسن لغيره (صحيح الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۷۴۳)

[2] رقم الحديث ۲۲۵۸، كتاب الزكاة، باب ذكر دليل آخر على أن الوعيد للمكتنز هو لمانع الزكاة دون من يؤديها، مستدرک حاكم، رقم الحديث ۱۴۳۹، السنن الكبرىٰ للبيهقی، رقم الحديث ۷۲۳۸، كتاب الزكاة، باب الدليل على أن من أدى فرض الله فی الزكاة.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه، وشاهده صحيح من حديث المصريين (حواله بالا)

وقال البيهقی: كذا رواه ابن وهب بهذا الإسناد مرفوعا وكذلک رواه يونس بن عبد الأعلى عن ابن وهب , ورواه عيسى بن مثرود عن ابن وهب من قول أبی الزبير (حواله بالا)

وقال الالبانی: إسناده ضعيف ابن جريج وأبو الزبير هما مدلسان وقد عنعنا (حاشيه ابن خزيمة، حواله بالا)

وقال الالبانی ايضاً: ثم وجدت للحديث شاهدا من رواية أبی هريرة بسند حسن، ومن أجله كنت أوردته فی " صحيح الترغيب، فهو به قوی، وينقل إلى "الصحيحة ." (سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ۲۲۱۹)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کردی تو آپ نے اپنے اوپر سے اس مال کا شر دُور کردیا (ابنِ خزیمہ، حاکم، بیہقی)

اس طرح کی روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی مروی ہے۔ [1]

مال کا شر مختلف طرح کا ہوتا ہے، اور دنیا کے اعتبار سے بھی ہوتا ہے، اور آخرت کے اعتبار سے بھی، آخرت کے اعتبار سے تو ظاہر ہے کہ قبر، حشر اور جہنم میں مختلف عذابوں کا باعث ہوتا ہے، اور دنیا کے اعتبار سے بھی مال میں کئی شر ہوتے ہیں، مثلاً بعض اوقات ڈاکوؤں کی طرف سے مال لوٹنے کی خاطر انسان ہلاک ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات معذور واپاہج ہوجاتا ہے، اور بعض اوقات لوگوں کو مال والے سے حسد ہوجاتا ہے، جو طرح طرح کے فتنوں کا باعث بنتا ہے، اور بعض اوقات مال ودولت پر کوئی حادثہ آگ، سیلاب، زلزلہ وغیرہ کی شکل میں پیش آجاتا ہے، اور وہ مال تباہ وبرباد ہوجاتا ہے۔

لیکن زکاۃ ادا کردینے کے نتیجہ میں مختلف قسم کے شرور سے یا جس شر سے اللہ کو منظور یا اس کی حکمت کا تقاضا ہو، حفاظت ہوجاتی ہے۔ [2]

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ، وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَاسْتَقْبِلُوْا أَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ (مراسیل ابی داوٗد ،رقم الحدیث ۱۰۵)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مالوں کو زکاۃ کے ذریعہ سے محفوظ کرو،

---

[1] عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا، يَقُولُ " :إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ كَنْزِكَ فَقَدْ ذَهَبَ شَرُّهُ "(السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم الحدیث ۷۲۳۹، کتاب الزکاۃ، باب الدلیل علی أن من أدی فرض الله فی الزکاۃ)

قال البیہقی: فَذَكَرَهُ مَوْقُوفًا وَهَذَا أَصَحُّ وَقَدْ رُوِيَ بِإِسْنَادٍ آخَرَ مَرْفُوعًا.

[2] (إذا أدیت زکاۃ مالک) بکسر الکاف الخطاب لأم سلمة لکنه عام الحکم (فقد أذهبت عنک شره) الدنیوی الذی هو تلفه ومحق البرکة منه والأخروی الذی هو العذاب وفی إفهامه أنه إذا لم یؤدها فهو شر علیه فیمثل له شجاع أقرع له زبیبتان یطوقه یوم القیامة وتطؤه الغنم بأظلافها وتنطحه بقرونها إلی غیر ذلک من ضروب العذاب المفصلة فی الأخبار ومن کلامهم البدیع :أی مال أدیت زکاته درت برکاته (ابن خزیمه) فی صحیحه (ک) فی الزکاۃ وقال علی شرط مسلم وأقره الذهبی فی التلخیص (عن جابر) مرفوعا وموقوفا .قال الذهبی فی المهذب :والأصح أنه موقوف وقال ابن حجر فی الفتح :إسناده صحیح لکن رجح أبو زرعة رفعه وله شاهد أیضا(فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث ۳۷۲)

Idara Ghufran

اور اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعہ سے علاج کرو، اور بلاؤں کی موجوں کا دعا اور تضرع (یعنی اللہ کے حضور گڑگڑانے) کے ذریعہ سے سامنا کرو (مراسیل لابی داؤد)

مذکورہ روایت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسلاً مروی ہے، یعنی حضرت بصری رحمہ اللہ تابعی ہیں، جنہوں نے درمیان کے واسطہ والے صحابی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا، بلکہ براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کیا ہے، جس کے پیشِ نظر بعض حضرات نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن بعض حضرات اس طرح کی مرسل حدیث کو حجت سمجھتے ہیں، اس لئے ان کے نزدیک یہ حدیث قابلِ اعتبار ہوگی۔ ۱

---

۱ قال المنذری: رواہ أبو داود فی المراسیل ورواہ الطبرانی والبیہقی وغیرہما عن جماعۃ من الصحابۃ مرفوعا متصلا والمرسل أشبہ (الترغیب والترہیب، تحت رقم الحدیث ۱۱۱۲، کتاب الصدقات الترغیب فی أداء الزکاۃ وتأکید وجوبہا)

أقسام وحکم الحدیث المرسل: ینقسم المرسل إلی أربعۃ أقسام ہی:

القسم الأول: ما أرسلہ الصحابی: حکمہ أنہ مقبول بالإجماع، وذلک للإجماع علی عدالۃ الصحابۃ الکرام.

القسم الثانی: إرسال القرن الثانی والثالث أی التابعین وتابعیہم، وقد اختلفت آراء العلماء فی الاحتجاج بہ، إذ أنہ حجۃ عند الحنفیۃ والمالکیۃ وأشہر روایتی الحنابلۃ، إذا کان المرسل عدلا.

أما الشافعی فلا یعتبرہ حجۃ إلا إذا تأید بآیۃ، أو سنۃ مشہورۃ، أو موافقۃ قیاس صحیح، أو قول صحابی، أو تلقتہ الأمۃ بالقبول، أو اشترک فی إرسالہ عدلان، بشرط أن یکون شیخاہما مختلفین، أو ثبت اتصالہ بوجہ آخر، بأن أسندہ غیر مرسلہ، أو أسندہ مرسلہ مرۃ أخری.

ولثبوت الاتصال بوجہ آخر قبلت مراسیل سعید بن المسیب، لأنہا بالتتبع وجدت مسندۃ (أی متصلۃ مرفوعۃ إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) وأکثرہا مما سمعہ عن عمر بن الخطاب. وہذا ما ذکرہ الشافعی فی احتجاجہ بالمرسل أو عدمہ.

وأما رأی الإمام أحمد فیتضح بما نقلہ صاحب شرح روضۃ الناظر، ومفادہ أن للإمام روایتین أشہرہما أنہ حجۃ.

القسم الثالث: ما أرسلہ العدل من غیر القرون الثلاثۃ: ویعتبر ہذا النوع من المراسیل حجۃ عند أبی الحسن الکرخی، لأن إرسال العدل یقبل فی کل عصر، إذ أن العلۃ التی توجب قبول مراسیل القرون الثلاثۃ وہی العدالۃ والضبط، تشمل سائر القرون.

القسم الرابع: ما أرسل من وجہ واتصل من وجہ آخر، فہو مقبول عند الأکثر، لأن المرسل ساکت عن حال الراوی، والمسند ناطق، والساکت لا یعارض الناطق، مثل حدیث: لا نکاح إلا بولی رواہ إسرائیل بن یونس مسندا، ورواہ شعبۃ مرسلا. وقال بعض العلماء: لا یقبل ہذا النوع من المراسیل، لأن سکوت الراوی عن ذکر المروی عنہ بمنزلۃ الجرح فیہ، وإسناد الآخر بمنزلۃ التعدیل، وإذا اجتمع الجرح والتعدیل یعمل بالجرح (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، ج۳، ص۹۴، مادہ، إرسال)

Idara Ghufran

اور اس طرح کا مضمون حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہما کی سندوں سے مروی احادیث میں بھی آیا ہے، جن کی سندوں کو فی نفسہ محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

جو مال بھی سمندر اور خشکی میں تلف وضائع ہوتا ہے، تو وہ زکاۃ نہ دینے کی وجہ سے ضائع ہوتا ہے، لہٰذا تم اپنے مالوں کی زکاۃ کے ذریعہ سے حفاظت کرو (طبرانی وغیرہ) ۲

---

۱ أخبرنا أبو علي الروذباري، حدثنا إسماعيل بن محمد الصفار، حدثنا الحسن بن الفضل بن السمح، حدثنا غياث بن كلوب الكوفي، حدثنا مطرف بن سمرة بن جندب، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :حصنوا أموالكم بالزكاة، وداووا مرضاكم بالصدقة، وردوا نائبة البلاء بالدعاء "غياث هذا مجهول(شعب الإيمان، رقم الحديث ۳۲۸۰، كتاب الزكاة، فصل فيمن أتاه الله مالا من غير مسألة)

أخبرنا أبو نصر بن قتادة، حدثنا أبو عمرو بن مطر، حدثنا محمد بن يحيى بن الحسين العمى البصري، ببغداد، حدثنا طالوت بن عباد، حدثنا فضال بن جبير، عن أبي أمامة، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :حصنوا أموالكم بالزكاة، وداووا مرضاكم بالصدقة، واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء " (شعب الإيمان، رقم الحديث ۳۲۷۹، كتاب الزكاة، فصل فيمن أتاه الله مالا من غير مسألة)

قال البيهقي: فضال بن جبير صاحب مناكير (شعب الايمان، حواله بالا)

وقال العجلوني: (حصنوا أمولكم بالزكاة ، وداووا مرضاكم بالصدقة ، وأعدوا للبلاء الدعاء) قال ابن الغرس ضعيف ، لكن ورد له شواهد ، وقال في المقاصد رواه الطبراني وأبو نعيم والعسكري والقضاعي عن ابن مسعود مرفوعا ، وللطبراني في الدعاء عن عبادة بن الصامت قال أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو قاعد في ظل الحطيم بمكة ، فقيل يا رسول الله أتى على مال لي بسيف البحر فذهب به ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تلف مال في بر ولا بحر إلا بمنع الزكاة ، فحرزوا أموالكم بالزكاة وداووا مرضاكم بالصدقة وادفعوا عنكم طوارق البلاء بالدعاء فإن الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل ، ما نزل يكشفه وما لم ينزل يحبسه ، وللبيهقي في الشعب عن أبي أمامة مرفوعا حصنوا أموالكم بالزكاة ، وداووا مرضاكم بالصدقة ، واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء ، لكن في سنده فضالة بن جبير صاحب مناكير ، ورواه الطبراني وأبو الشيخ عن سمرة بن جندب رفعه بلفظه إلا أنه قال وردوا نائبة البلاء بالدعاء بدل الجملة الثانية وفي سنده غياث مجهول ، ورواه الديلمي عن ابن عمر رفعه بلفظ داووا مرضاكم بالصدقة ، وحصنوا أموالكم بالزكاة ، فإنها تدفع عنكم الأعراض والأمراض ، قال البيهقي أنه منكر بهذا الإسناد ، وفي الباب أيضا مما رواه الديلمي عن أنس مرفوعا ما عولج مريض بدواء أفضل من الصدقة ، وغيره مما لا نطيل به (كشف الخفاء ومزيل الألباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس، تحت رقم الحديث ۱۱۴۸)

۲ حدثنا محمد بن أبي زرعة الدمشقي، ثنا هشام بن عمار، ثنا عراك بن خالد بن يزيد، حدثني أبي، قال :سمعت إبراهيم بن أبي عبلة، يحدث عن عبادة بن الصامت، قال :أتى رسول

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اس حدیث کی سند کو بھی فی نفسہٖ غریب وضعیف قرار دیا گیا ہے۔ ؎۱

نیز اس طرح کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ ؎۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الله صلى الله عليه وسلم وهو قاعد فى الحطيم بمكة ,فقيل :يا رسول الله أتى على مال فلان نسيف البحر فذهب به فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما تلف مال فى بحر ولا بر إلا بمنع الزكاة فحرزوا أموالكم بالزكاة ,وداووا مرضاكم بالصدقة ,وادفعوا عنكم طوارق البلاء بالدعاء ,فإن الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل ,ما نزل يكشفه وما لم ينزل يحبسه(مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ١٨، الدعاء للطبراني، رقم الحديث ٣٤، الترغيب والترهيب لقوام السنة للاصبهاني، رقم الحديث ١٤٧٨، معجم ابنِ عساكر، تحت رقم الحديث ١٥٤٤، ج٢ص١١٨٢)

؎۱ قال ابن عساكر:غريب وإبراهيم لم يدرك عبادة(معجم ابنِ عساكر، تحت رقم الحديث ١٥٤٤، ج٢ص١١٨٢)

وقال الالبانى: (ما تَلِفَ مالٌ فى بَرٍّ ولا بَحْرٍ إلا بمنع الزكاة، فَحَرِّزوا أموالكم بالزكاة، وداووا مَرْضَاكم بالصدقة، وادفعوا عنكم طَوَارِقَ البلاء بالدعاء ، فإن الدعاء ينفع مما نزل، ومما لم ينزل ...ما نزل يكشفه، وما لم ينزلْ يَحْبِسُه). منكر.

أخرجه الطبرانى فى "الدعاء "(2/801/34) ، ومن طريقه ابن عساكر فى "التاريخ "(11/522) من طريق هشام بن عمار :ثنا عراك بن خالد بن يزيد :حدثنى أبى قال :سمعت إبراهيم بن أبى عبلة عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه قال: اتى رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهو قاعد فى ظل الحطيم بمكة، فقيل :يا رسول الله !أُتى على مال أبى فلان بسيف البحر فذهب، فقال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... :فذكره.

قلت :وهذا إسناد ضعيف، وفيه علتان :الأولى :الانقطاع بين إبراهيم بن أبى عبلة وعبادة بن الصامت، فإن بين وفاتيهما أكثر من مائة سنة.والأخرى :ضعف عراك بن خالد بن يزيد -وهو :الْمُرى الدمشقى -، وهو لين -كما فى "التقريب.- "

وقد أعله أبو حاتم بالعلتين كلتيهما، وقال ":حديث منكر "، كما كنت ذكرته تحت الحديث 575)) من رواية عمر مرفوعاً بالشطر الأول من حديث الترجمة، وهذا القدر أخرج الأصبهانى منه فى "الترغيب 2/ "(1451 /606) وزاد":فأحرزوا أموالكم بالزكاة ." (سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٢١٦٢)

؎۲ حدثنا أحمد بن عمرو القطرانى، ثنا على بن أبى طالب البزاز، ثنا موسى بن عمير، عن الحكم، عن إبراهيم، عن الأسود، عن عبد الله قال :قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ، وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَأَعِدُّوْا لِلْبَلاءِ الدُّعَاءَ (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ١٠١٩٦، المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ١٩٦٣، الدعاء للطبرانى، رقم الحديث ٣٨، السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ٦٥٩٣، باب وضع اليد على المريض، والدعاء له بالشفاء ، ومداواته بالصدقة)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مگر اس حدیث کی سند کو محدثین واہلِ علم حضرات نے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔ ل

ل قال البيهقي بعد نقل هذه الرواية: قال أبو عبد الله :تفرد به موسى بن عمير .قال الشيخ :وإنما يعرف هذا المتن عن الحسن البصرى عن النبى صلى الله عليه وسلم مرسلا (السنن الكبرىٰ للبيهقى، حواله بالا)
وقال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط والكبير، وفيه موسى بن عمير الكوفي، وهو متروك (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۴۳۳۶، كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة)
وقال ابن عدى:موسى بن عمير القرشي وكان ضريرا قرشيا كوفيا، يكنى أبا هارون.
سمعت ابن حماد يذكره عن النسائي.
حدثنا القاسم بن زكريا، حدثنا محمد بن عبيد المحاربى، حدثنا موسى بن عمير عن الحكم عن إبراهيم عن الأسود، عن ابن مسعود، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حصنوا أموالكم بالزكاة وداووا مرضاكم بالصدقة وأعدوا للبلاء بالدعاء .
حدثنا ابن ذريح، حدثنا جبارة، حدثنا أبو هارون موسى بن عمير عن الحكم بن عيينة عن إبراهيم عن الأسود عن عبد الله، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الخلق عيال الله وأحبهم إلى الله من أحسن إلى عياله.
حدثنا أحمد بن حمدون، حدثنا يوسف بن الضحاك، حدثنا على بن أبى طالب، حدثنا موسى بن عمير، حدثنا الحكم بن عتيبة عن إبراهيم عن الأسود عن عبد الله عن النبى صلى الله عليه وسلم من كان عنده علم فسئل عنه فكتمه جاء يوم القيامة ملجما بلجام من نار.
وهذه الأحاديث الثلاثة عن الحكم بهذا الإسناد، ولا أعلم يرويها عن الحكم غير موسى بن عمير.........وموسى بن عمير هذا له غير ما ذكرت أحاديث وعامة ما يرويه مما لا يتابعه الثقات عليه.(الكامل فى ضعفاء الرجال لابنِ عدى، ج۸ص ۵۵،۵۶، تحت رقم الترجمة ۱۸۱۹)
وقال الذهبي:موسى بن عمير القرشي، أبو هارون الجعدى الكوفي الضرير.
عن الحكم بن عتيبة، ومخول بن راشد.وجماعة.
وعنه محمد بن عبيد المحاربى، وعباد الرواجنى (وغيرهما)
قال أبو حاتم :ذاهب الحديث كذاب .وقال ابن عدى :عامة ما يرويه لا يتابعه عليه الثقات(ميزان الاعتدال فى نقد الرجال ، تحت رقم الترجمة ۸۹۰۴)
(حصنوا أموالكم بالزكاة) أى بإخراجها فإنه ما تلف مال فى بئر ولا بحر إلا بمنع الزكاة كما سيجيء فى خبر فأداء الزكاة كالحصن للأموال تحرس بها وتحصن بأدائها من آفات عقوبات تركها (وداووا مرضاكم بالصدقة) فإنها من أنفع الدواء الحسى (وأعدوا للبلاء الدعاء) فإنه يرد القضاء المعلق وفى رواية واستقبلوا بالبلاء الدعاء فإنه يرده أى بأن تدعو عند نزول البلاء برفعه فلعله عرض ابتلاء ليصل إليه التضرع والإبتهال فإنه تعالى يحب أن يسأل أو بأن يكثر التضرع والالتجاء فى حال عاقبته وأمنه ودعته قبل البلاء عدة لوقت نزوله فيعرف الله منه ذلك فيوفقه للرضى حتى أن بعضهم يراه نعمة فيشكره عليها وهذا حال خواص المؤمنين.(طب حل خط عن ابن مسعود) قال ابن الجوزى :حديث لا يصح تفرد به موسى بن عمير قال ابن عدى :وعامة ما يرويه لا يتابع عليه اه وقال الهيثمى :فيه موسى بن عمير الكوفى متروك وفى الميزان :أبو حاتم ذاهب الحديث كذاب وقال ابن عدى :عامة ما يرويه لا يتابع عليه ثم ساق له أخبارا منها هذا(فيض القدير شرح الجامع الصغير، تحت رقم الحديث ۳۷۲۸)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran
Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پس اس سلسلہ کی بعض روایات تو سند کے لحاظ سے شدید ضعیف ہیں، لیکن بعض روایات شدید ضعیف نہیں ہیں، اوران کی ایک دوسرے سے تائید بھی ہوتی ہے، اس لئے ایک حد تک ان روایات کے مجموعہ سے یہ بات اخذ کی جاسکتی ہے کہ زکاۃ کی صحیح صحیح ادائیگی سے مال مختلف فتنوں سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

اوراسی مضمون کو بعض دوسری احادیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ زکاۃ سے مال کا شر دور ہوجاتا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اورزکاۃ کے ذریعہ سے مال کی حفاظت بعض اوقات دنیا کے اعتبار سے بھی ہوتی ہے، اورزکاۃ میں دیئے ہوئے مال کی وجہ سے آخرت میں اجروثواب کے محفوظ ہونے تو کوئی شبہ ہی نہیں۔ [1]

اوراس سے قطع نظر دنیا میں بھی بار باراس کا مشاہدہ کیا جاتا رہتا ہے، کہ جولوگ اپنے مال کی صحیح صحیح زکاۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں، ان کا مال ایسے حادثات کے موقعوں پر بالکل سلامت رہتا ہے، جبکہ بظاہر اس کے سلامت رہنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا، مثلاً آگ لگ گئی، یا سیلاب آ گیا، یا زلزلہ آ گیا وغیرہ۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال الالبانی: (حصنوا أموالكم بالزكاة، وداووا مرضاكم بالصدقة، وأعدوا للبلاء الدعاء). ضعيف جداًرواه الطبرانی فی "المعجم الكبير 2 /67 /3) ") ، وأبو الغنائم النرسی فی "فوائد الكوفيين 1 /25) ") ، وأبو نعيم فی "الحلية104 /2) "و237 /4) ، والخطيب فی "التاريخ334 /6) "و21 /13) ، والقضاعی 1 /58)) ، وعنهما ابن الجوزی فی "العلل المتناهية 2 /2) ") من طريق موسى ابن عمير عن الحكم عن إبراهيم عن الأسود عن عبد الله بن مسعود مرفوعاً .ومن هذا الوجه رواه الطبرانی فی "الأوسط "أيضاً /1) 1 /85) من "الجمع بينه وبين الصغير "وقال":لم يروه عن الحكم إلا موسى."

قلت :وهو متروک، كما قال الهيثمی 64 /3)) ، ولذلک قال ابن الجوزی " :لا يصح ."وله شاهد عن الحسن البصری مرسلاً، وهو الأشبه .أخرجه أبو داود فی "المراسيل."وله طرق أخرى تجدها فی "المقاصد "للسخاوی (سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٣۴٩٢)

[1] (حصنوا أموالكم بالزكاة) أی بتزكيتها (وداووا مرضاكم بالصدقة) يعنی صدقة التطوع مهما أمكن طلبا للشفاء بها فإنها نعم الدواء (واستعينوا على حمل البلاء بالدعاء) إلى الله (والتضرع) إليه فإنه يرفعه أو يسهل وقوعه كما سيأتی قال بعضهم :إنما أمر بتحصين المال بالزكاة لأن للمال مستحقين المساكين والحوادث فالمطالب بحق الفقراء هو الله والحوادث تأتی بها الأقدار فمن زكى فقد أرضى الله فيجوز أن ترفع المقادير نزول الحوادث بمن أدى حق الله وقد قال :(يمحو الله ما يشاء ويثبت) أی يوقع الحوادث بها ليرفعهما عنده ويخلق منها قال تعالى :(ما عندكم ينفد وما عند الله باق) فالزكاة حصن لها إن بقيت وهی لها أحصن إن حصلت عند الله.(د فی مراسيله عن الحسن) وأسنده البيهقی وغيره من وجوه ضعيفة(فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ٣٧٢٩)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾ مولانا طارق محمود

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت آدم علیہ السلام (قسط۲)

تخلیقِ آدم کا فرشتوں سے اظہار

حضرت آدم کی مٹی کا خمیر تیار ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ اطلاع دے دی تھی کہ میں عنقریب مٹی سے ایک مخلوق پیدا کرنے والا ہوں، جو بشر اور انسان کہلائے گی، اور وہ زمین میں ہماری خلافت کا شرف حاصل کرے گی، اور میرے احکامات کو زمین میں نافذ کرے گی۔ [1]

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (سورة البقرة، رقم الآیة ۳۰)

''اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں''

---

[1] خلیفہ سے مراد یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے ان کے بعض، بعض کے جانشین ہوں گے اور ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ میں یونہی صدیوں تک یہ سلسلہ رہے گا۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خلیفہ سے مراد صرف حضرت آدم ہیں، لیکن اس بارے میں تفسیر رازی میں اختلاف کو ذکر کیا ہے، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطلب نہیں، اس کی ایک دلیل تو فرشتوں کا یہ قول ہے کہ وہ زمین میں فساد کریں گے اور خون بہائیں گے تو ظاہر ہے کہ انہوں نے اولاد آدم کی نسبت یہ فرمایا تھا نہ کہ خاص حضرت آدم کی نسبت، یہ اور بات ہے کہ اس کا علم فرشتوں کو کیونکر ہوا؟ یا تو کسی خاص ذریعہ سے انہیں یہ معلوم ہوا یا بشری طبیعت کے اقتضا کو دیکھ کر انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہوگا کیونکہ یہ فرمادیا گیا تھا کہ اس کی پیدائش مٹی سے ہوگی یا لفظ خلیفہ کے مفہوم سے انہوں نے سمجھ لیا ہوگا کہ وہ فیصلے کرنے والا مظالم کی روک تھام کرنے والا اور حرام کاموں اور گناہوں کی باتوں سے روکنے والا ہوگا یا انہوں نے پہلی مخلوق کو دیکھا تھا اسی بنا پر اسے بھی قیاس کیا ہوگا۔

وليس المراد هاهنا بالخليفة آدم عليه السلام فقط كما يقوله طائفة من المفسرين، وعزاه القرطبى إلى ابن عباس وابن مسعود وجميع أهل التأويل، وفى ذلک نظر بل الخلاف فى ذلک كثير، حكاه الرازى فى تفسيره وغيره، والظاهر أنه لم يرد آدم عينا إذ لو كان ذلک لما حسن قول الملائكة :أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفک الدماء فإنهم أرادوا أن من هذا الجنس من يفعل ذلک، وكأنهم علموا ذلک بعلم خاص أو بما فهموه من الطبيعة البشرية، فإنه أخبرهم أنه يخلق هذا الصنف من صلصال من حمإ مسنون، أو فهموا من الخليفة أنه الذى يفصل بين الناس فى ما يقع بينهم من المظالم ويردعهم عن المحارم والمآثم، قاله القرطبى أو أنهم قاسوهم على من سبق(تفسير ابنِ كثير، سورة البقرة، رقم الآية ۳۰)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

فرشتوں کو یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ آخر دوسری مخلوق کو پیدا کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی، کہیں ایسا تو نہیں ہماری نااہلی کی وجہ سے یہ فیصلہ ہوگیا ہو، کیونکہ اس سے پہلے جنّات وغیرہ کو ان کی سرکشی کی وجہ سے خاص خاص علاقوں میں بند کردیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے فرشتوں کا مکالمہ

اس لئے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ عبادت اور حمد وثناء کرنے کے لئے ہم موجود ہیں، آخر اس نئ مخلوق کو پیدا کرنے کی کیا وجہ اور کیا ضرورت ہے جو زمین میں فساد کرے گی اور خون بہائے گی۔ [1]

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ، وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ (سورة البقرة، رقم الآية ۳۰)

---

[1] یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ فرشتوں کی یہ عرض بطور اعتراض نہ تھی نہ بنی آدم سے حسد کے طور پر تھی۔
کیونکہ فرشتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

لَا يَسْبِقُوْنَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ (سورة الانبيآء ، رقم الآية ۲۱)

یعنی ”بات کرنے میں اس سے پیش قدمی نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں“

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ فرشتوں کی طبیعت حسد سے پاک ہے، چنانچہ صحیح مطلب یہ ہے کہ یہ سوال صرف اس حکمت کے معلوم کرنے کے لئے اور اس راز کے ظاہر کرانے کے لئے تھا جو ان کی سمجھ سے بالاتر تھا، فرشتے یہ بات تو جانتے تھے کہ اس مخلوق میں فسادی لوگ بھی ہوں گے تو اب باادب سوال کیا کہ اے ہمارے رب! ایسی مخلوق کے پیدا کرنے میں کونسی حکمت ہے؟ اگر عبادت مقصود ہے تو عبادت تو ہم کرتے ہی ہیں، تسبیح وتقدیس وتحمید ہر وقت ہماری زبانوں پر ہے اور پھر فساد وغیرہ سے پاک ہیں تو پھر اور مخلوق جن میں فسادی اور خونی بھی ہوں گے کس مصلحت سے پیدا کی جارہی ہے؟

وقول الملائكة هذا ليس على وجه الاعتراض على الله ولا على وجه الحسد لبنى آدم كما قد يتوهمه بعض المفسرين -وقد وصفهم الله تعالى بأنهم لا يسبقونه بالقول أى لا يسألونه شيئا لم يأذن لهم فيه، وهاهنا لما أعلمهم بأنه سيخلق فى الأرض خلقا(تفسير ابنِ كثير، سورة البقرة، رقم الآية ۳۰)

قد علمنا قطعا أن الملائكة لا تعلم إلا ما أعلمت ولا تسبق بالقول، وذلك عام فى جميع الملائكة، لأن قوله ":لا يسبقونه بالقول "خرج على جهة المدح لهم، فكيف قالوا ":أتجعل فيها من يفسد فيها"؟ فقيل: المعنى أنهم لما سمعوا لفظ خليفة فهموا أن فى بنى آدم من يفسد، إذ الخليفة المقصود منه الإصلاح وترك الفساد، لكن عمموا الحكم على الجميع بالمعصية، فبين الرب تعالى أن فيهم من يفسد ومن لا يفسد فقال تطييبا لقلوبهم ":إنى أعلم "وحقق ذلك بأن علم آدم الأسماء ، وكشف لهم عن مكنون علمه .وقيل :إن الملائكة قد رأت وعلمت ما كان من إفساد الجن وسفكهم الدماء .وذلك لأن الأرض كان فيها الجن قبل خلق آدم فأفسدوا وسفكوا الدماء ، فبعث الله إليهم إبليس فى جند من الملائكة فقتلهم وألحقهم بالبحار ورء وس الجبال، فمن حينئذ دخلته العزة(تفسير القرطبى، سورة البقرة، رقم الآية ۳۰)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

’’تو فرشتوں نے عرض کیا کہ کیا آپ زمین میں ایسے شخص کو(اپنا خلیفہ) بنائیں گے جو زمین میں فساد مچائے اور خون ریزی کرے۔ حالانکہ ہم برابر تسبیح کرتے ہیں آپ کی حمد(وثنا) کے ساتھ اور ہم آپ کی تقدیس کرنے میں لگے ہوئے ہیں‘‘

اللہ تعالیٰ نے پہلے تو یہ فرمادیا کہ میں جو کچھ جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(سورة البقرة،رقم الآية ۳۰)

’’(اللہ تعالیٰ نے جواب میں)فرمایا کہ میں جانتا ہوں وہ کچھ جو تم نہیں جانتے‘‘

کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو جانتے تھے کہ اس میں انبیاء ورسول اور نیک لوگ بھی ہوں گے، جو اپنے نیک اعمال کی وجہ سے جنت حاصل کریں گے۔ [۱]

اللہ کا فرشتوں سے مشورہ کس حیثیت سے تھا؟

یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کی مجلس میں اس واقعہ کا اظہار کس حیثیت سے تھا؟ کیا اُن سے مشورہ لینا مقصود تھا؟ یا محض ان کو اطلاع دینا پیش نظر تھا؟ یا فرشتوں کی زبان سے ان کی رائے کا اظہار کرانا اس کا منشاء تھا؟

تو یہ بات ظاہر ہے کہ مشورہ کی ضرورت تو وہاں پیش آتی ہے جہاں کسی مسئلہ کے سب پہلو کسی پر روشن نہ ہوں ،اور اپنے علم وبصیرت پر مکمل اطمینان نہ ہو، اس لئے دوسرے عقلاء واہل دانش سے مشورہ کیا جاتا ہے، یا ایسی صورت میں جہاں حقوق دوسروں کے بھی مساوی ہوں، تو ان کی رائے لینے کے لئے مشورہ ہوتا ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ یہاں دونوں صورتیں نہیں ہوسکتیں، اللہ تعالیٰ خالقِ کائنات ہیں، ذرہ ذرہ کا علم رکھتے ہیں، اور ظاہر وباطن ہر چیز اُن کے علم وبصر کے سامنے برابر ہے اُن کو کیا ضرورت کہ کسی سے مشورہ لیں؟

اصل بات یہ ہے کہ درحقیقت یہاں مشورہ لینا مقصود نہیں، اور نہ اس کی ضرورت ہے، مگر صورت مشورہ کی بنائی گئی، جس میں مخلوق کو سنت مشورہ کی تعلیم کا فائدہ ہوسکتا ہے جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابۂ کرام سے

---

[۱] قال إنى أعلم ما لا تعلمون قال قتادة :فكان فى علم الله أنه سيكون فى تلك الخليفة أنبياء ورسل وقوم صالحون وساكنو الجنة(تفسير ابنِ كثير، سورة البقرة، رقم الآية ۳۰)

أجابهم الله تعالى :(قال إنى أعلم ما لا تعلمون) أى من أمر هذه الخليفة التى سيكون منها النبيون، والصدّيقون، والشهداء ، والصالحون(تفسير العثيمين، سورة البقرة، رقم الآية ۳۰)

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مشورہ لینے کی ہدایت قرآن میں فرمائی گئی، حالانکہ آپ تو صاحب وحی ہیں تمام معاملات اور اُن کے تمام پہلو آپ کو بذریعہ وحی بتلائے جاسکتے تھے، مگر آپ کے ذریعہ مشورہ کی سنت جاری کرنے اور امت کو سکھانے کے لئے آپ کو بھی مشورے کی تاکید فرمائی گئی۔

غرضیکہ فرشتوں کی مجلس میں اس واقعہ کے اظہار سے ایک فائدہ تو تعلیم مشورہ کا حاصل ہوا۔

دوسرا فائدہ خود الفاظ قرآنی کے اشارہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی پیدائش سے پہلے فرشتے یہ سمجھتے تھے کہ ہم سے زیادہ افضل واعلم کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ پیدا نہیں کریں گے۔

اس لئے فرشتوں کی مجلس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے اور زمین کے نائب بنانے کا ذکر کیا گیا کہ وہ اپنے خیال کا اظہار کریں، چنانچہ فرشتوں نے اپنے علم وبصیرت کے مطابق نیازمندی کے ساتھ رائے کا اظہار کیا کہ جس مخلوق کو آپ خلیفہ زمین بنا رہے ہیں، اس میں تو شر وفساد کا مادہ بھی ہے وہ دوسروں کی اصلاح اور زمین میں امن وامان کا انتظام کیسے کرسکتا ہے جبکہ وہ خود خوں ریزی کا بھی مرتکب ہوگا۔

(جاری ہے.........)

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، نوشہرہ

کی نئی مطبوعات

(1)......نقوشِ زندگی (خودنوشت سوانحِ حیات مولانا عبدالمعبود صاحب)

(2)......رائے پور سے راولپنڈی تک مختصر نقوش (حیات حضرت مولانا عبدالرحمٰن رائے پوری)

(3)......ماہنامہ القاسم کی خصوصی اشاعت ۱۹ "قلم وقرطاس نمبر"

(4)......تذکرہ وسوانح، امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد

(5)......تصوف کا مقصد اور مغز (آسان راہِ فقیری)

(6)......مشاہدہ حق

ناشر وملنے کا پتہ: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، نوشہرہ، خیبر پختونخوا

فون: 0301-3019928-0346-4010613

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

انڈا (EGG)

انڈا ایک حیوانی غذا ہے، یعنی یہ حیوان یا جانور کے جسم سے حاصل ہونے والی غذا ہے۔

انڈے کو عربی میں ''بیضۃ'' اور انگریزی میں EGG کہا جاتا ہے۔

انڈے کے تین حصے ہوتے ہیں، ایک انڈے کی زردی، دوسرا انڈے کی سفیدی، تیسرا انڈے کا چھلکا یا خول، اور ان تینوں حصوں کے مختلف فوائد وخواص ہیں۔

انڈا نہایت لطیف طاقت ور اور جلد ہضم ہونے والی غذا ہے، اس سے خون خوب اور صالح وصاف بنتا ہے، جن پرندوں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان ہی پرندوں کے انڈے بھی کھائے جاتے ہیں، لیکن ان میں سب سے بہتر مرغی کا انڈا شمار کیا جاتا اور زیادہ کھایا جاتا ہے، انڈے میں بدن کا گوشت پوست پیدا کرنے والے اجزائے ملحمہ (پروٹینز) زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ انڈے میں بدن میں قوت وحرارت پیدا کرنے والے روغنی مواد اور پروٹین بھی پائے جاتے ہیں، کچھ نمکیات بھی ہوتے ہیں اور پانی بھی۔

موجودہ ماہرین کے مطابق انڈے میں وٹامن B2,B4,B5,B7,B10,D,EK,G پائے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ سفیدی میں کلورین، فولاد، گندھک اور زردی میں فاسفورس، میگنیشم Magnesium، کیلشیم Calshiam اور پوٹاشیم Potassium پائے جاتے ہیں۔

اور انڈے میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ نسبتاً اپنی مقدار سے زیادہ غذائیت دیتا ہے اور اس سے فضلہ بہت کم بنتا ہے۔ [۱]

خون پیدا کرنے اور عام جسمانی کمزوری کو دور کرنے کے لیے انڈا بہترین غذا اور بہترین دوا ہے، جو لوگ کسی وجہ سے مخصوص کمزوری کا شکار ہوں اور عام جسمانی کمزوری بھی موجود ہو، ان کے لیے انڈا بہترین غذائی دوا ہے۔

---

[۱] آج کل شہروں میں مرغیاں پالنے کا رواج نہ ہونے کی وجہ سے بازاری شیور اور فارمی انڈوں کا استعمال بڑھ گیا ہے، بوقتِ ضرورت ومجبوری ان انڈوں کے استعمال کرنے میں بھی حرج نہیں، تاہم ان فارمی انڈوں میں دیسی مرغیوں کے انڈوں والی خصوصیات اور فوائد نہیں پائے جاتے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

انڈا تازہ استعمال کرنا مناسب ہے۔دیہاتوں میں عموماً تازہ انڈے دستیاب ہو جاتے ہیں۔

تازہ انڈے کی پہچان یہ ہے کہ اگر اس کو ہاتھ میں لیکر روشنی کی طرف دیکھیں تو اس میں روشنی کی جھلک نظر آتی ہے،اس کے علاوہ تازہ انڈے کو اگر پانی میں ڈال دیا جائے تو وہ اس میں ڈوب جاتا ہے،اس کے برخلاف جو انڈا خراب ہوتا ہے نہ تو اس میں روشنی کی طرف کر کے دیکھنے سے روشنی نظر آتی ہے اور نہ وہ پانی میں ڈوبتا ہے بلکہ پانی کے اوپر تیرا کرتا ہے۔

انڈے کو ابال کر، چھیل لیا اور زردی سمیت کھالیا جاتا ہے،انڈے کا سالن بھی بنایا جاتا ہے،بعض لوگ کچے انڈے کو توڑ کر اس کی زردی اور سفیدی کو پی جاتے ہیں، یہ بھی مفید ہے۔

مگر انڈے کے استعمال کا سب سے اچھا فائدہ بخش طریقہ یہ ہے کہ انڈے کو اتنی دیر تک ابالا جائے کہ اس کی سفیدی جم جائے اور زردی جمنے کے قریب پہنچ جائے یعنی پورے طور پر نہ جمے،جس کو ادھ پکی زردی کہا جاتا ہے،اس کے بعد اس پر ذرا سا نمک اور سیاہ مرچ پسی ہوئی چھڑک کر کھالیا جائے ،اگر صرف زردی کھائیں تو یہ اور بھی بہتر ہے،اس طرح پکا ہوا انڈا نیم برشت (اُدھ ابلا) یا ہاف بوائل (Half boil) کہلاتا ہے،انڈے کی ادھ پکی زردی بڑی مقدار میں خون بن جاتی ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ ابلتے ہوئے پانی میں انڈا تقریباً ڈیڑھ منٹ تک ابالا جائے،اگر گھڑی نہ ہو تو اتنی دیر تک اُبالا جائے کہ جتنی دیر میں معمولی رفتار سے سو مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکے۔

زیادہ پکا ہوا انڈا بھاری اور دیر ہضم ہو جاتا ہے۔

بعض لوگوں کو کثرتِ جماع کے باعث رعشہ کی شکایت ہو جاتی ہے،ان کے لیے ادھ پکے انڈے کی زردی نہایت فائدہ مند دوا ہے،روزانہ صبح نہار منہ ادھ پکے انڈوں کی زردی کھائیں۔

انڈے سے صاف اور صالح خون پیدا ہوتا ہے، دل ودماغ اور بدن میں قوت پیدا ہوتی ہے، قوتِ باہ (یعنی مردانہ وزنانہ مخصوص طاقت) میں اضافہ ہوتا ہے۔

انڈے کا حلوہ انتہائی طاقت ور اور لذیذ غذا ہے،سردیوں میں اس کا استعمال بدن کو قوی اور مضبوط رکھتا ہے،اور قوتِ مدافعت کو بڑھاتا ہے۔

انڈے کی زردی کا مزاج گرم ہے،اور اس کی سفیدی کا مزاج ٹھنڈا ہے۔

انڈے کی زردی نزلہ کو سینے پر گرنے سے روکتی ہے، منہ سے خون آنے کو بند کرتی ہے، کچی زردی کے

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

کھانے سے آواز صاف ہوتی ہے، مثانہ کی سوزش اور جلن دور ہوتی ہے۔

اگر کچی زردی کو کپڑے پر لیپ کر کے پھوڑے پر چپکا دیا جائے، تو پھوڑا پک کر پھوٹ جاتا ہے۔

اگر بدن میں سردی گھس گئی ہو تو اس کے لیے انڈے کی زردی کو گرم دودھ میں پھینٹ کر پی لیا جائے، اور کپڑا اوڑھ کر لیٹ جائیں تا کہ خوب پسینہ آ جائے، اس سے بدن میں گھسی ہوئی سردی خارج ہو جاتی ہے۔

دو انڈوں کی زردی اور سفیدی ایک پیالے میں نکال لیں، پیاز کا رس، ادرک کا رس، اور گھی دو تولہ شہد خالص پانچ تولے میں ملا کر پھینٹیں اور ہلکی آگ پر پکائیں، جب گاڑھا ہو جائے تو آگ سے نیچے اتار کر کھائیں، نہایت مقوی اور لذیذ ناشتا ہوگا، اگر شہد خالص نہ ملے تو اس کے بدلے چینی شامل کریں، اس کو کھا کر اوپر سے دودھ بھی پی سکتے ہیں۔

مقوی ناشتہ کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک دو انڈوں کی زردی اور سفیدی پیالے میں نکال کر خوب پھینٹیں اور اس کے بعد پاؤ سیر کھولتا ہوا دودھ پیالے میں ڈالیں اور شہد یا چینی سے میٹھا کر کے پییں۔

ایک عدد انڈا، ایک عدد بھلانوہ، اور نصف چھٹانک گھی کو آگ پر گرم کریں، جب بھلانوہ پھٹ جائے، تو اسے نکال کر باہر پھینک دیں، اور جو مواد نکل کر انڈے میں شامل ہو گیا ہے، اسے استعمال کریں، یہ نسخہ بلغمی مزاجوں کی قوتِ باہ کے لئے انتہائی اکسیر ہے۔

بچوں کے مرض سوکھا میں انڈے کی زردی نہایت مفید چیز ہے، یوں تو ادھ پکی زردی کھلانا بھی فائدے سے خالی نہیں، لیکن بعض حکیموں کا تجربہ ہے کہ انڈے کی زردی نکال کر ہتھیلی پر رکھیں اور اس پر بچے کو بٹھائیں، یہ زردی پاخانے کے راستے جذب ہو جائے گی، روزانہ اس طرح کریں، بچہ کی صحت روز بہ روز بہتر ہوتی جائے گی اور چند ہفتوں میں بچہ موٹا تازہ ہو جائے گا، اگر یہ عمل کرنے سے زردی جذب نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ مرض سوکھا نہیں ہے بلکہ اس کو کوئی اور مرض ہے۔

جلی ہوئی جگہ پر انڈے کی سفیدی لگانے سے فوراً جلن دور ہو کر ٹھنڈک پڑ جاتی ہے، انڈے کی زردی کا لیپ دردِ گردہ کے لیے مفید ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک انڈے کی زردی نکال کر اس کو تانبے کی طشتری میں ڈال کر آگ پر رکھیں اور پسی ہوئی ہلدی تین چار ماشے ملا کر دونوں کو رگڑ کر ایک کپڑے میں لگا کر گردے کے مقام پر لگائیں۔

انڈے کی سفیدی کا پانی (البومن واٹر) بچوں کے دستوں اور پیچش میں بہت مفید چیز ہے، یہ بہت جلد ہضم

Idara Ghufran

ہو کر غذائیت بھی دیتا ہے اوران مرضوں کو بھی دور کرتا ہے، ایک کچے انڈے کی سفیدی لے کر اس کو خوب پھینٹیں، اس کے بعد ڈیڑھ پاؤ ٹھنڈا پانی (جو پہلے سے ابال کر ٹھنڈا کر لیا گیا ہو) ایک بوتل میں ڈالیں اور اس میں انڈے کی سفیدی شامل کر کے خوب ہلائیں، دونوں چیزیں اچھی طرح مل جائیں گی، انڈے کی سفیدی کا پانی تیار ہے، مزے کے لیے ان میں نمک یا شکر ملائیں اور تھوڑا تھوڑا بچے کو پلائیں۔

داخس (انگل بیڑا) جس میں انگلی کے پوروے میں سوجن ہو جاتی ہے اور درد کی وجہ سے مریض ہر وقت بے چین رہتا ہے، اس حالت میں انڈا نہایت مفید ثابت ہوتا ہے، ایک انڈا لے کر اس کو تھوڑا سا توڑ کو سفیدی باہر نکال دیں، صرف زردی رہنے دیں، اب اس انڈے کے خول میں سوجی ہوئی انگلی داخل کر کے باندھ لیں، صبح وشام یہی عمل کریں، چند بار کے باندھنے سے ورم گھل جائے گا یا پک کر پھوٹ جائے گا۔

چہرے کی چھائیاں اور داغ دھبے انڈے کی زردی کو بھون کر شہد میں ملا کر لگانے سے دور ہو جاتے ہیں۔

بالوں کی خشکی اور کھردرا پن دور کرنے کے لئے انڈے کی زردی کو حسبِ ضرورت تیل میں پھینٹ کر کچھ دیر بالوں میں لگائے رکھیں، تھوڑی دیر بعد بالوں کو دھو دیں، بالوں کی خشکی دور ہو کر، بال نرم اور ملائم ہو جاتے ہیں۔

اگر انڈے کی صرف سفیدی کو چہرے پر لگایا جائے، تو دھوپ اور گرمی سے رنگ سیاہ نہیں ہوتا، اور اگر سیاہ ہو گیا ہو، تو اس کے لگانے سے وہ سیاہی دور ہو جاتی ہے۔

انڈے کی سفیدی، کتھا اور پسا ہوا چونا، سب کو ملا کر لئی تیار کر کے ٹوٹی ہوئی ہڈی اور پھٹے ہوئے گوشت پر لیپ کرنے سے فوری اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

انڈے کی زردی کا تیل، فالج، لقوہ، استرخاء اور ضعفِ عضلات کے لئے بہترین مالش اور ٹانک ہے۔

انڈے کی زردی کی مدد سے شنگرف موم تیار کیا جاتا ہے، جس کی مالش اور لیپ، چوٹ اور جوڑوں کے دردوں میں مفید ہے۔

انڈے کا چھلکا یا خول کاربونیٹ کا خزانہ شمار کیا جاتا ہے، جسے مرغیوں کی خوراک کے علاوہ مختلف دواؤں میں بھی شامل کیا جاتا ہے، پہلے زمانہ میں تعمیری مسالے میں مضبوطی کے لئے اسے پیس کر شامل کیا جاتا تھا۔

اگر کسی جگہ سے چھپکلی کو بھگانا ہو، تو انڈا لے کر اس میں ایک طرف چھوٹا سا سوراخ کر کے اس کی سفیدی اور زردی نکال کر استعمال کر لیں، اور انڈے کے چھلکے یا خول کو اس جگہ رکھ دیں یا لٹکا دیں، جہاں سے چھپکلی کو

Idara Ghufran

بھگانا مقصود ہو۔

بطخ کا انڈا بھی بہت مفید سمجھا جاتا ہے، اگر بطخ کے انڈے کو روغنِ زیتون کے ساتھ بھون کر بچہ کو کھلایا جائے، تو بچہ کے جلدی باتیں کرنے میں مدد حاصل ہوتی ہے۔

انڈے کا مصلح، دودھ اور گاجر کا رس شمار ہوتا ہے، یعنی اگر کسی کو انڈے سے ضرر یا سائیڈ ایفیکٹ (side effect) ہو جائے، تو دودھ اور گاجر کا رَس اس کے لئے اصلاح کا باعث ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(ماخوذ بتغیر و اضافہ از ''دیہاتی معالج'' ''Your Kitchen'' ''قدرتی غذاؤں کا انسائیکلو پیڈیا'')

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ — **مولانا محمد امجد حسین**

ادارہ کے شب وروز

☐......۲۶/ جمادی الاولیٰ، و ۳/ ۱۰/ ۱۷/ جمادی الاخریٰ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

☐......۲۱/ ۲۸/ جمادی الاولیٰ، و ۵/ ۱۲/ ۱۹/ جمادی الاخریٰ، بروز اتوار، دن کو حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس منعقد ہوتی رہی، انہی تاریخوں میں بعد ظہر طلبہ وطالبات کی اپنے اپنے شعبوں میں بزمِ ادب اور بعد عصر طلباء کے لئے ہفتہ وار اصلاحی مجلس (سوائے ۱۲، ۱۹ جمادی الاخریٰ کے) بھی ہوتی رہی۔

☐......۳۰/ جمادی الاولیٰ بمطابق یکم اپریل، تعمیرِ پاکستان سکول میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا، چند دن بچوں کے داخلوں کا سلسلہ چلتا رہا (امسال جماعت ہفتم کا سکول میں اضافہ کیا گیا)

☐......۲۱/ جمادی الاولیٰ، اتوار، حضرت مدیر صاحب، مولانا محمد ناصر صاحب اور بندہ امجد نے مفتی محمد انس رضوان صاحب (سابق رفیق دارالافتاء ادارہ غفران) کے ولیمہ میں الحمید شادی ہال، سید پور روڈ، راولپنڈی میں شرکت فرمائی، اس تقریب میں مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب ودیگر اہلِ علم سے بھی ملاقات ہوئی۔

☐......۲۵/ جمادی الاولیٰ، جمعرات، حضرت مدیر صاحب نے الصدیق شادی ہال (سکستھ روڈ، راولپنڈی) میں جناب عزیر احمد صاحب ولد کرنل امجد صاحب کا نکاح پڑھایا۔

☐......۲۶/ جمادی الاولیٰ، جمعہ، حضرت مدیر صاحب نے جناب ناصر صاحب (صراف) کے ایک عزیز محمد الیاس صاحب کا محلّہ متر پورہ میں احمد خان صاحب کے گھر، بعد عشاء نکاح پڑھایا، اور عشائیہ میں شرکت کی، بعد ازاں کچھ دیر کے لئے مولانا محمد ناصر صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔

☐......۲۸/ جمادی الاولیٰ، اتوار، بعد عشاء حضرت مدیر صاحب جناب محمد الیاس صاحب کی دعوتِ ولیمہ میں گریس کانٹینینٹل ہوٹل میں مدعو تھے۔

☐......۲۹/ جمادی الاولیٰ، پیر، حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے چند دیگر اساتذۂ کرام بعد عشاء، چوہدری امتیاز حسین صاحب ولد چوہدری ممتاز حسین صاحب کے ولیمہ میں گریس کراؤن ہوٹل میں مدعو تھے۔

☐......۳۰/ جمادی الاولیٰ، منگل، صبح دس بجے جناب مولانا محمد طلحہ صاحب اور مولانا سفیان بلند صاحب (جامعہ دارالہدیٰ، بہادر آباد، کراچی) ادارہ تشریف لائے، اور حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کی۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

□......۲/ جمادیٰ الاخریٰ، جمعرات، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے اساتذہ کرام نے جناب شرجیل جاوید چوہدری ولد چوہدری جاوید اختر صاحب کے دعوتِ ولیمہ میں سٹی میرج ہال میں شرکت کی۔

□......۳/ جمادی الاخریٰ، بعد از نماز جمعہ، حضرت مدیر صاحب نے جناب عزیز الرحمٰن صاحب کا گرین ہوٹل، واہ کینٹ میں نکاح پڑھایا، حضرت مدیر صاحب کی والدہ صاحبہ، اور اہلِ خانہ بمع مولانا محمد ناصر صاحب کے بھی مدعو تھے۔

□......۵/ جمادی الاخری، ہفتہ، حضرت مدیر صاحب نے جناب عزیز الرحمٰن صاحب کی دعوتِ ولیمہ میں اصغر مال روڈ نزد مری روڈ، راولپنڈی کے ایک ہوٹل میں شرکت کی، مولانا محمد ناصر صاحب بھی ہمراہ تھے۔

□......۸/ جمادی الاخریٰ، منگل، بعد ظہر مولانا طارق محمود صاحب اپنے اہلِ خانہ کے ہمراہ، اپنے آبائی علاقہ مرغز، صوابی، والدین سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، اتوار ۱۳/ جمادی الاخریٰ، شام کو واپسی ہوئی۔

□......۱۰/ جمادی الاخریٰ، جمعرات، حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے چند اساتذہ کرام صبح آٹھ بجے تفریحی دورہ پر میر پور، آزاد کشمیر گئے، جہاں مدرسہ تعلیم القرآن میں حضرت مدیر صاحب کا طلبہ میں مختصر بیان ہوا، بعد ازاں منگلا ڈیم کا دورہ کیا، اور اس کے بعد مولانا عبد اللطیف کشمیری مفتاحی صاحب زید مجدہٗ کے دولت خانہ پر ظہرانہ کی ضیافت میں شرکت کی، وہاں سے واپسی پر قلعہ رہتاس، جہلم کا نظارہ کرتے ہوئے عشاء کے قریب بخیر وعافیت واپسی ہوئی۔

□......۱۱/ جمادی الاخریٰ، جمعہ، قاری ریاض صاحب (حیدر آباد) ادارہ میں تشریف لائے۔

□......۱۲/ جمادی الاخریٰ، ہفتہ، صبح آٹھ بجے حضرت مدیر صاحب کے ساتھ معزز مہمانِ گرامی، قاری ریاض صاحب، حیدر آباد نے ملاقات کی، اور ناشتہ کیا، اسی دن آپ کی واپسی ہوئی۔

□......۱۵/ جمادی الاخریٰ، بدھ، بعد ظہر جناب شکیل عثمانی صاحب ادارہ میں تشریف لائے۔

□......۱۶/ جمادی الاخریٰ، بعد ظہر مولانا مفتی سراج الدین صاحب (استاذِ حدیث، جامعہ دار القرآن، پنج پیر، ضلع صوابی) ادارہ میں تشریف لائے، دار الافتاء میں حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی۔

□......۱۷/ جمادی الاخریٰ، جمعہ، گنگوہ (انڈیا) سے قاضی محمد عیسیٰ صاحب مع اہلِ خانہ کے، جناب فرقان صاحب (برادر مدیر صاحب) کی دعوت پر گھر میں ظہرانہ پر تشریف لائے، جس میں حضرت مدیر صاحب نے بھی شرکت کی۔

□......۲۰/ جمادی الاخریٰ، اتوار، بندہ امجد اپنے عزیز کی شادی کے سلسلہ میں، ڈسکہ، سیالکوٹ گیا، بعد عشاء واپسی ہوئی، اس دن بندہ کے ماموں زاد جناب سراج الحق صاحب (کویت) مع اہلِ خانہ، ملاقات وتعزیتِ والد کے لئے تشریف لائے۔

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/مارچ/2014ء، بمطابق ۱۹/ جمادی الاولیٰ/1435ھ: پاکستان: نیو اسلام آباد ائر پورٹ کی تکمیل میں تاخیر، وزیر اعظم کا دورہ ائر پورٹ، 31 مارچ 2013ء تک مکمل کرنے کی ہدایت 22/مارچ: پاکستان: لاپتہ قیدی کیس، نائب صوبیدار کے خلاف مقدمہ درج، سپریم کورٹ میں نقل پیش 23/مارچ: پاکستان: حب، 2 بسوں اور 2 آئل ٹینکروں میں ہولناک تصادم، خواتین وبچوں سمیت 38 مسافر زندہ جل گئے، 8 شدید زخمی 24/مارچ: پاکستان: ترکی نے باغیوں پر بمباری کرنے والا شامی طیارہ مار گرایا 25/مارچ: پاکستان: انٹر بینک میں ڈالر کی قیمت 98 روپے سے بھی کم ہوگئی 26/مارچ: پاکستان: سپریم کورٹ کا حکم، ایک اور لاپتہ شخص کا مقدمہ فوج کے خلاف درج، بلوچستان میں 2 میجرز کا کورٹ مارشل ہوگا، حکومت 27/مارچ: پاکستان: عرب لیگ کا صیہونی ریاست کو تسلیم کرنے سے انکار، فلسطین کے لئے 10 کروڑ ڈالر امداد کی منظوری 28/مارچ: پاکستان: اسلام آباد ائر پورٹ پر ایف آئی اے کا تقریباً تمام عملہ تبدیل 29/مارچ: پاکستان: نیب نے مضاربہ اسکینڈل کے ایک اور ملزم مشاہد علی کو پشاور سے گرفتار کرلیا 30/مارچ: پاکستان: نواز شریف کا قومی آمدنی کا 4 فیصد حصہ تعلیم کے لئے مختص کرنے کا اعلان 31/مارچ: پاکستان: منور حسن کو شکست، خیبر پختونخوا کے سینئر وزیر سراج الحق جماعت اسلامی کے نئے امیر منتخب یکم/اپریل: پاکستان: پٹرول 2.72، ڈیزل 2.90، مٹی کا تیل 5.61 روپے لٹر سستا 02/اپریل: پاکستان: زرِ مبادلہ کے ذخائر 10 ارب ڈالر سے بڑھ گئے، اسحاق ڈار 03/اپریل: پاکستان: جنوبی وزیرستان میں 16 طالبان قیدی رہا، جنگ بندی میں توسیع کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا، ترجمان طالبان 04/اپریل: پاکستان: وزارتِ داخلہ نے 19 غیر جنگجو قیدیوں کی رہائی کی تفصیل جاری کردی، قیدیوں کا تعلق محسود قبائل سے ہے، 3 مراحل میں رہا کیا گیا 05/اپریل: پاکستان: جیش العدل نے 4 مغوی ایرانی سیکورٹی اہلکار رہا کردیئے، ایک کی لاش حکومت کے حوالہ 06/اپریل: افغانستان میں صدارتی انتخابات کے لئے پولنگ، ٹرن آؤٹ 50 فیصد رہنے کا دعویٰ 07/اپریل: ایران نے پاکستان سے سیکورٹی معاہدہ کی منظوری دے دی 08/اپریل: پاکستان: قلات میں فورسز کا آپریشن، 40 شرپسند ہلاک، متعدد فراری کیمپ تباہ، 10 اہلکار زخمی 09/اپریل: پاکستان: سبی، جعفر ایکسپریس میں بم دھماکہ، 17 مسافر جاں بحق 74 زخمی 10/اپریل: پاکستان: اسلام آباد، سبزی منڈی میں دھماکہ، 24 جاں بحق، 116 زخمی 11/اپریل: پاکستان: نیب میں بینک آف پنجاب کی ریکوری کے لئے 59 مقدمات 4 سال سے زیر التوا 12/اپریل:

Idara Ghufran

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

پاکستان: جے یو آئی (ف) کی حکومت سے علیٰحدگی ہوگئی ☜ 13/اپریل: پاکستان: حکومت کی کارکردگی سابقہ دور کے مقابلہ میں غیر معمولی بہتر، گیلپ سروے ☜ 14/اپریل: پاکستان: بشام کے فیڈر بند، ہزاروں افراد کا دھرنا، شاہراہِ ریشم بلاک کر دی، لوڈشیڈنگ کے خلاف ملک گیر احتجاج، سپریم کورٹ سے رجوع کریں گے، خیبر پختونخوا حکومت ☜ 15/اپریل: پاکستان: وزیرِاعظم ہفتہ میں ایک دن سینٹ آنے کے پابند، قواعد میں ترمیم کی تحریک منظور ☜ 16/اپریل: پاکستان: ایمرجنسی شوکت عزیز کی ایڈوائس پر لگائی، مشرف ☜ 17/اپریل: پاکستان: طالبان کا مطالبات پورے نہ ہونے پر جنگ بندی میں مزید توسیع سے انکار، وزیرِاعظم قومی سلامتی کونسل کا اجلاس طلب کر لیا ☜ 18/اپریل: پاکستان: جی ایچ کیو میں اجلاس، پاک فوج کا انسدادِ پولیو مہم کامیاب بنانے کے لئے حکومت کی معاونت کرنے کا فیصلہ ☜ 19/اپریل: پاکستان: طالبان سے مذاکرات، وفاقی کابینہ نے بھی توثیق کر دی، ایک این جی امپورٹ پالیسی، ایران سے 100 میگاواٹ بجلی درآمد کرنے سمیت کئی فیصلوں کی منظوری ☜ 20/اپریل: پاکستان: جیو اینکر حامد میر قاتلانہ حملہ میں زخمی، جیو کا آئی ایس آئی کو ملوث کرنا گہری سازش ہے، سیاسی وعسکری ذرائع کا اظہارِ تشویش

الحجامہ سنٹر

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

﴿برائے خواتین﴾

(۱)......اہلیہ عمران رشید (ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔ فون نمبر: 0321-5349001)

﴿برائے مرد حضرات﴾

(2)......مولانا عبدالمجید صاحب، بنی، راولپنڈی۔ فون نمبر: 0314-5125521

زیرِ انتظام: عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی،

فون: 0333-5187568

Idara Ghufran